

رہے مسلمانوں! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقہ فرقہ ہو گئے اور ان میں ٹیوٹ
 پڑ گئی۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن نشانیاں اچکی تھیں اور ان کے لیے
 (بہت) بڑا عذاب ہے۔ (سورہ آل عمران - ۱۰۵)

ایک ہوں مسلم خرم کی پاسبانی کے لیے
 نیل کے ساحل سے لے کر تاجنخاک کاشغر
 (اقبال)

اتحادِ اُمت

مؤلف: سید محمد سعید الحسن شاہ

ناشر

ادارہ حزب الاسلام

۲۰۱ ضلع فضل آباد
 رت ساجیہ



”اے مسلمانو! تم اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقہ فرقہ ہو گئے اور اُن میں پھوٹ
پڑ گئی۔ اس کے بعد کہ ان کے پاس روشن نشانیاں آچکی تھیں اور اُن کے لیے
(بہت) بڑا عذاب ہے۔“ (سورۃ آل عمران - ۱۰۵)

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کا شفر
(اقبال)

اتحادِ اُمت

مؤلف: سید محمد سعید الحسن شاہ

— ناشر —

ادارہ حزبِ الاسلام ۲۰۱ ضلعِ فضل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ایک اللہ (تعالیٰ) ایک رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ایک قرآن کو ماننے والی قوم مسلم
 آج گروہ بندیوں کا شکار نظر آتی ہیں۔ نئے نئے فرقے جنم لے رہے ہیں۔ ایک قبلہ کی طرف منہ
 کر کے بارگاہِ رب العزت میں سر بسجود ہونے والے ایک دوسرے پر کفر، شرک، بدعت کے
 اور نہ جانے کیا کیا فتوے لگا رہے ہیں۔ دشنام طرازی کی توپوں کے دہانے کھلے ہوئے ہیں۔
 ایک فرقہ کا پیر و کار دوسرے پر پھبتیاں کسنا، مذاق اڑانا، اُس کی عزتِ نفس کو مجروح کرنا گویا
 اپنا پیدائشی حق سمجھنا ہے۔ دینِ متین کے محافظ علماء کرام کے رُوپ میں کچھ ایسے علماء سوء پیدا
 ہو چکے ہیں کہ جن کا مقصد ہی لوگوں کو لڑانا اور بھڑکانا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ علم قرآن و
 حدیث رکھنے کے دعویٰ دار علماء اپنے ہاتھوں منبر و محراب کے تقدس کو پامال کر رہے ہیں۔
 اس صورت حال میں کسی دوسرے سے بھلائی کی توقع یقیناً عبث ہوگی، کیونکہ

جب مسیحا دشمن جاں ہو تو کیا ہو زندگی

کون راہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگیں

وہ مساجد و خانقاہیں، وہ دینی مدارس اور ادارے کہ جہاں سے اتحادِ ملت کی صدا بلند

ہونی چاہیے تھی، وہاں سے افتراقِ ملت کا شور و غوغا برپا ہو رہا ہے افسوس کہ

چوں کفر از کعبہ برخیزد، کجا ماند مسلمان

بندۂ ناچیز (مؤلف کتابچہ) اپنے ذی وقار علماء کی خدمت میں یہ گزارش کرنے کی جسارت

کرتا ہے کہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَلَا تَفَرَّقُوا کی عملی مثال بن کر

اے تو جمعہ، اللہ تعالیٰ کی رستی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ بازی نہ کرو۔

واشان علوم انبیاء، جو تے کا صحیح حق، دائرین اور قوم کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچانے میں
 بھرپور کردار ادا فرمائیں، ورنہ آپ یہ جانتے ہیں کہ سب سے زیادہ گرفت آپ ہی کی ہوگی۔ اس میں
 شک نہیں کہ من حیث القوم ہم تمام مسلمانوں پر کُنْتُمْ حَيْرًا مَدِينًا..... اع
 کے مطابق یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم سب اپنے طور پر اپنے اپنے قبیلے، خاندان، اہل محلہ کو خصوصی
 اور دیگر احباب کو عمومی طور پر صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتے ہیں، لیکن علماء کرام پر یہ فرض بدرجہ اتم
 عائد ہوتا ہے کہ وہ قوم کی اصلاح میں مثبت کردار ادا کریں، کیونکہ جس کا درجہ جتنا بلند ہوگا، اس کے
 لیے سزا بھی اتنی ہی بڑی ہوگی، اس چیز کو واضح کرنے کے لیے ذیل میں علماء حق اور علماء سوء
 کے متعلق کچھ احادیث مبارکہ نقل کرتا ہوں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

علماء حق کی فضیلت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جس
 شخص کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے، اسے دین میں سمجھ عطا فرماتا ہے، بیشک میں تقسیم
 کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا فرمانے والا ہے (بخاری، مسلم،

کثیر بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں دمشق کی جامع مسجد میں حضرت ابودرداءؓ کے
 پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کہ اے ابی دردار میں تمہارے پاس حضور علیہ السلام
 کے شہر سے آیا ہوں اور اس کے سوا مجھے کوئی بھی کام نہیں کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کرتے ہو اور میں وہ سننے کے لیے حاضر ہوا ہوں، ابودرداء رضی اللہ عنہ
 نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، جو علم طلب کرنے کے لیے
 کسی راہ پر چلے، اللہ تعالیٰ اسے جنت کی راہ پر چلاتا ہے اور فرشتے اپنے پر طالب علم کی رضامندی
 کے لیے (اس کے پاؤں تلے) بچھاتے ہیں۔ بیشک ہر وہ چیز جو بھی زمین و آسمان میں ہے وہ بھی
 اور پانی کے اندر مچھلیاں بھی عالم دین کے لیے استغفار کرتی ہیں اور عالم دین کی فضیلت عابد زاہد

لے تم ایک بہترین امت ہو جو کہ لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے روکتے ہو

پر ایسے بے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر تحقیق علماء انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ تحقیق انبیاء کرام درہم اور دینار اپنے ورثہ میں نہیں چھوڑ گئے۔ انہوں نے علم ورثہ میں چھوڑا ہے۔ جس نے اسے حاصل کیا، اُس نے کامل حصہ لے لیا۔ احمد، ترمذی، ابی داؤد، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد سے سخت تر ہے (ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ سخاوت کرنے میں سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا

کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول خوب جانتا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ سخی ہے، پھر

تمام بنی آدم میں سے میں سخی ہوں، میرے بعد وہ شخص سخی ہے جس نے علم سیکھا، پھر اُسے

پھیلایا۔ وہ قیامت کے دن آئے گا، وہ امیر ہوگا یا فرمایا کہ اکیلا ہی جماعت کے برابر ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کا ثواب منقطع ہو جاتا ہے، مگر تین عملوں کا ثواب

باقی رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ، یا علم کہ جس سے (دینی) نفع حاصل کیا جائے یا صالح اولاد جو اس کے لیے

دعا کرنے (مسلم شریف) یعنی عالم دین کو مرنے کے بعد بھی ثواب ملتا رہتا ہے۔

صاحب مشکوٰۃ نے حضرت ابو امامہ باہلی کی ایک حدیث پاک نقل فرمائی جس میں ہے:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تحقیق اللہ تعالیٰ اور اُس کے فرشتے اور تمام اہل آسمان اور

اہل زمین حتیٰ کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والے (عالم)

دین کے لیے دعائے خیر کرتی ہیں (مشکوٰۃ کتاب العلم)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو شخص

رکھتا ہے کہ دوزخ کی آگ سے آزاد ہونے والوں کو دیکھے، تو وہ لوہے کے طالب علموں کو دیکھ لے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی کہ جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی جان ہے کہ طالب علم عالم دین کے دروازے پر نہیں آتا جاتا، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اُس کے بہر قدم کے لیے میں ایک سال کی عبادت درج فرماتا ہے اور ہر قدم کے عوض جنت میں ایک شہر تیار فرماتا ہے اور وہ جب زمین پر چلتا ہے تو زمین اُس کے لیے استغفار کرتی ہے (اس روایت کو صاحب نزہۃ المجالس نے نقل کیا)

مذکورہ بالا روایات سے علماءِ حقہ کی قدر و منزلت اور فضیلت کا پتہ چلتا ہے ان کے برعکس علماءِ سُوء کے متعلق جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا اس سے کچھ ملاحظہ فرمائیے۔
حضرت عبداللہ ابن عمرو فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا، پس

چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں پائے (بخاری شریف)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جس سے علم کی بات پوچھی گئی، پھر اُس نے اُس کو چھپالیا، تو قیامت کے دن اُسے آگ کی

لگام پہنائی جائے گی (احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا: جس نے قرآن پاک میں (محض) اپنی عقل سے کچھ کہا (یعنی تفسیر کی) پس چاہیے

کہ وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنا لے (ترمذی)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جبلِ شامہ کی حبِ الحزن سے پناہ پکڑو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم حبِ الحزن کیا ہے؟ فرمایا: جہنم کی ایک وادی ہے جہنم اُس سے

ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

اُس میں کون (بد بخت) داخل ہوں گے؟ فرمایا اپنے اعمال کا دکھلاوا کرنے والے قاری (یعنی عالم، ترمذی شریف) ابن ماجہ میں اتنا زیادہ ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بُرے قاریوں (یعنی علماء) سے وہ ہیں جو امرار کو خوش کرنے کے لیے اُن سے ملاقات کرتے ہیں۔ محاربی نے کہا اس جگہ ظالم حکمران مراد ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "عنقریب لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ صرف اسلام کا نام ہی رہ جائے گا (عمل نہ ہوگا)، قرآن محض رسمی طور پر رہ جائے گا۔ اُن کی مسجدیں تو آباد ہوں گی، مگر فی الحقیقت ہدایت سے خالی ہوں گی، ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہیں، ان کے نزدیک سے فتنہ اُٹھے گا اور ان میں بی لُٹ آئے گا" (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ کے لحاظ سے تمام انسانوں سے زیادہ بدترین شخص وہ ہوگا جس نے اپنے علم سے نفع حاصل نہ کیا یعنی ہدایت نہ پائی اور نہ ہی نصیحت کی، (مشکوٰۃ) انھوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بُرائی کے متعلق سوال کیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: مجھ سے شر کے متعلق سوال نہ کرو، بلکہ مجھ سے خیر کے متعلق ہی سوال کرو، تین مرتبہ یہی کلمات ارشاد فرمائے۔ پھر فرمایا خبردار! بُروں میں بدترین بُرے علماء ہیں اور پھلوں میں بہترین اچھے علماء ہیں (رواہ دارمی و مشکوٰۃ) حضرت جبریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو اسلام میں کسی اچھے طریقے کو رواج دے (یعنی نکالے)، اُس کے لیے اس کا ثواب ہے اور اُس شخص کا ثواب بھی کہ جس نے اُس پر عمل کیا بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کچھ کمی ہو اور جس نے بُرے طریقے کو رائج کیا (یعنی نکالا)، اُس پر اُس کا گناہ ہے اور اُن لوگوں کا گناہ بھی جنہوں نے اس کے بعد اس (بُرے طریقے) پر عمل کیا، بغیر اس کے کہ ان کے گناہوں میں کمی ہو۔ (مسلم شریف)

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی وہ علم سیکھے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہوتی ہے (یعنی علم دین) لیکن وہ (خدا تعالیٰ کی رضا کی بجائے) اس لیے سیکھتا ہے کہ دنیا حاصل کرے، وہ قیامت کے دن جنت تو درکنار، جنت کی خوشبو بھی نہ پاسکے گا۔" (احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حکومت کی کاسہ لسیسی کرنے والے علماء جو حق کہنے سے بچکچپاتے ہیں، وہ عبرت حاصل کریں۔ حضرت ابوسعید خدری اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں اختلاف اور تفرقہ ہوگا۔ ایک ایسا سروہ ہوگا جو اچھا کہیں گے اور بُرا کریں گے، وہ قرآن کریم پڑھیں گے جو ان کی گردن کے نرخرہ سے آگے نہیں بڑھے گا، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ وہ دین کی طرف نہیں لوٹیں گے، یہاں تک کہ تیر اپنے کمان کی طرف لوٹ آئے۔ وہ لوگ بدترین مخلوق میں سے ہوں گے۔ خوشحالی اس شخص کے لیے ہے کہ جو ان کو قتل کرے اور وہ اس کو قتل کریں۔ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف بلائیں گے (یعنی تبلیغ تو کریں گے) حالانکہ ان کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ان سے جو لڑائی کرے گا، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا: سر منڈانا (ابی داؤد شریف) خارجیوں کے متعلق حضرت شریک بن شہاب کی روایت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ مال پیش کیا گیا۔ آپ علیہ السلام نے اسے تقسیم فرمادیا دائیں جانب والوں کو بھی دیا اور بائیں جانب والوں کو بھی، مگر چھپے بیٹھنے والوں کو نہ دیا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اس نے کہا: اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تو نے تقسیم کرنے میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ وہ ایک سیاہ فام آدمی تھا، اس کے بال منڈے ہوتے تھے۔ اس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے حضور علیہ السلام اس کی بکو اس سُن کر سخت ناراض ہو گئے اور فرمایا میرے بعد مجھ سے زیادہ انصاف والا انسان

تم نہ دیکھو گے۔ پھر فرمایا: آخر زمانہ میں ایک قوم نکلے گی۔ گویا یہ شخص اُن میں سے ہی ہے، وہ (لوگوں کو سنانے کے لیے) قرآن پڑھیں گے، لیکن وہ اُن کی گردنوں کے زخروہ سے نیچے نہیں جاتے گا۔ وہ (عالم وقاری ہونے کے باوجود) اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ اُن کی علامت سر منڈانا ہے، وہ ہمیشہ خروج کرتے رہیں گے۔ حتیٰ کہ اُن کا آخری ٹولہ مسیح و جہال کے ساتھ نکلے گا۔ جب تم اُن کو ملو، اُن کو قتل کر دو، وہ انسانوں اور جانوروں میں بدترین ہیں۔ (سنن نسائی، مشکوٰۃ)

اس موضوع یعنی علماءِ حق کی فضیلت اور علماءِ سوء کی تذلیل پر بہت سی احادیثِ مبارکہ موجود ہیں، بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علماءِ سوء کے سربراہ کی جاتے پیدائش اور قبیلہ کے نام تک سے مطلع فرمادیا۔ اگر ہم اُن تمام باتوں کو یہاں پوری شرح و بسط کے ساتھ ضبطِ تحریر میں لائیں، تو نہ صرف گفتگو دراز ہوگی، بلکہ یہ مختصر کتابچہ بننے کی بجائے ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ ایک عقلمند و دانا کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا اور سمجھنے کے لیے نقل کردہ چند ایک احادیثِ مبارکہ ہی کافی ہیں (اگر خدا تعالیٰ توفیق دے تو)

مذکورہ بالا احادیثِ مقدسہ کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ تمام احباب جو منصبِ علماء پر فائز ہیں، ذرا غور فرمائیں کہ وہ کن علماء کا کردار ادا کر رہے ہیں؟ خدا نخواستہ کہیں داعی الی اللہ ہونے کی بجائے داعی الی النار تو نہیں بن رہے۔

آج جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے ملتا ہے تو (اگر وہ مذہبی قسم کا آدمی ہو تو) یہ جاننے کی کوشش کرتا ہے کہ میرا مخاطب سنی ہے یا شیعہ؟ بریلوی ہے کہ دیوبندی؟ مقلد ہے یا غیر مقلد؟..... آخر.....

کچھ علاج اس کا بھی اے چارہ گراں ہے کہ نہیں؟

باوجودیکہ انسانیت کو تفرقہ بازی کے دوزخ میں دھکیلنے والے مختلف چہروں کے ساتھ برسرِ عمل ہیں، مگر اس جگہ صرف اُن بزرگوں کے تذکرہ پر اکتفا کیا جائے گا کہ جو علماء کرام کے شاندار اور پرکشش

یورپ میں اسلام کا نام لے کر لڑائی کرتے ہیں اور مرنے والوں کو شہادت کا مشورہ سُناتے ہیں جو مسندِ علماء پر تشریف فرما ہو کبھی تعصب، حسد، بغض، حقائق سے چشم پوشی جیسے جہالت کے اندھے کنوؤں میں گرے ہوئے ہیں۔ فی الحقیقت یہ علماء کرام نہیں، بلکہ ذی وقار و ارثانِ علوم انبیاء کے مقدس نام کو دھبہ لگانے والے ہیں۔ علماء کرام کی توہین دینِ متین کی توہین ہے اور یہ سخت حرام ہے۔ اس جگہ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ ہر ایرے غیرے کے قول و فعل کو دلیل بنا کر علماء کرام کو نشانہ نفرت نہیں بنانا چاہیے بلکہ بحیثیتِ مسلمان ہر شخص کے دل میں اپنے دینی راہنماؤں کی عزت ہونی چاہیے، کیونکہ اُن کی عزت صرف اس لیے کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لانے والے ہیں۔ اس نیت سے کی جانے والی عزت علماء کی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عزت ہے۔

زیادہ باریکی میں جائے بغیر پاکستان کے مسلمانوں کو پہلے دو فرقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ایک جو خود کو اہلِ قرآن کہلاتے ہیں اور احادیثِ مبارکہ کا انکار کرتے ہیں اور دوسرے جو قرآن پاک کے ساتھ ساتھ احادیثِ نبویہ پر عمل کرنا جزو دین خیال کرتے ہیں۔

مختلف نسلوں

اہلِ قرآن یا منکرینِ حدیث

ہر صاحبِ خرد و ہوش اس حقیقت سے آشنا ہے کہ قرآن پاک میں تمام اعمال و ارکانِ اسلام کی زیادہ وضاحت و تشریح نہیں، اس کا معاذ اللہ یہ مطلب نہیں کہ قرآن پاک ایک نامکمل کتاب ہے، بلکہ یہ تو ایک کامل ترین کتاب ہے۔ اگرچہ کلامِ خداوندی کو دُنیا کی کسی چیز سے مثال تو نہیں دی جاسکتی، مگر محض سمجھانے کے لیے عرض کرتا ہوں کہ مثلاً آپ پیل یا بٹر کے درخت کا بیج دیکھیں کہ کتنا چھوٹا سا ہوتا ہے، یعنی تقریباً چیونٹی کے سر کے برابر ہوتا ہے اور ہر عقلمند جانتا ہے کہ اس بیج میں پیل یا بٹر کا گویا پورا درخت ہوتا ہے۔ اس درخت کا بھاری بھر کم تنابھی دُور دُور تک پھیلے ہوئے ڈال، اہلہاتے ہوتے چوڑے چوڑے پتے، بلکہ اس کی نسل

سے پیا ہونے والے تمام درخت بھی اسی بیج کے اندر سمائے ہوئے ہیں۔ اب اگر کوئی بیج لے کر میز پر رکھے اور چھوٹے چھوٹے اوزاروں سے اُس کا اپریشن کر کے مطلوبہ تنا، ڈال پتے اور درخت نکالنا چاہے تو ناممکن ہے اور پھر آپ یہ بھی نہیں کہہ سکیں گے کہ یہ بیج ناممکن ہے، یعنی بیج بھی مکمل ہے مگر آپ کو وہ سب کچھ حاصل کرنے کے لیے بیج کو کسی زرخیز زمین میں دفن کرنا ہوگا۔ پھر مناسب مقدار کی نمی اور وقت درکار ہے، وہ ایک ننھے سے پودے کی شکل میں نمودار ہوگا۔ پھر آہستہ آہستہ وہ عظیم الشان درخت بن جائے گا۔ بلاشبہ ایسے ہی قرآن پاک کہ ہے تو مکمل ترین کتاب، مگر ہمیں اُس سے تب ہی پورا فائدہ ہوگا کہ ہم اپنی عقل کے مطابق ہی اپریشن کرتے بیٹھ جائیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول علیہ السلام کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق عمل کریں۔ مثلاً قرآن پاک نے فرمایا کہ نماز قائم کرو (پڑھو) مگر صراحت کے ساتھ یہ ارشاد نہ فرمایا کہ ایک دن میں کتنی نمازیں پڑھو یا کس نماز کی کتنی رکعتیں ہیں؛ یا ایک رکعت میں کتنے رکوع اور کتنے سجدے ہیں؛ نیز نماز پڑھنے کی ترکیب اور طریقہ کیا ہے؛ ایسے ہی یہ تو ارشاد ہوا کہ زکوٰۃ دو، مگر یہ وضاحت نہ فرمائی کہ نصاب کتنا ہے؛ کتنے فیصد دی جائے۔ زندگی میں ایک بار ہی دی جائے یا ہر سال؛ پھر پالتو جانوروں کی زکوٰۃ کیا ہے؛ سونے چاندی کی کیا ہے؛ زراعت کی کیا ہے؛ یونہی حکم ہوا حج کرو، مگر کیسے کرو؛ کس مہینہ میں کرو؛ کس تاریخ کو کرو؛ عمر میں کتنی بار کرو؛ اس کے ارکان و واجبات کتنے ہیں؛ کفار کب اور کتنا دینا ہوگا؛ یہ وضاحت نہ فرمائی۔ ان تمام تراکیب و تشریحات کے لیے ہمیں احادیث مبارکہ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ اگر ضد یا ہٹ دھرمی نہ ہو تو کوئی بات نہیں کہ منکرین حدیث احباب بھی حدیث پاک کی افادیت تسلیم کر لیں۔

یہ فرقہ قرآن و حدیث دونوں پہ عمل کا دعویٰ

۲۔ عامل بالقرآن والحدیث

ہے۔ اس کے پھر دو فرقے ہیں؛

(۱) شیعہ (۲) سُنی۔ ان حضرات کی کتب احادیث و فقہ جُدا جُدا ہیں۔ ان دونوں گروہوں (شیعہ سُنی) میں شدید اختلاف صرف اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب شیعہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین کی شان میں نازیبا الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ان کو کافر دیتے ہوئے تبرائی
رتے ہیں۔ اگر یہ حضرات تھوڑی سی احتیاط برتتے ہوتے یہ خیال فرماتیں کہ اگر اصحاب ثلاثہ واقعتاً
عازل اللہ تعالیٰ، منافق یا کافر تھے تو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ان کی اقتداء میں
زیر کیوں ادا کیں؟ ان کی خلافت کو کیوں تسلیم کیا؟ ظالموں کی سلطنت سے ہجرت کیوں نہ کی جبکہ
آیت النساء کی آیت ۹۷ میں ایسی جگہ سے ہجرت کر جانے کا حکم ہے۔ اس کے برعکس آپ خلافت
صحاب ثلاثہ کو برحق خیال کرتے ہوئے مالِ غنیمت سے حصہ بھی لیتے رہے۔

مجھے اس جگہ کسی فرقہ کو باطل اور کسی کو برحق ثابت کرنا مقصود نہیں، بلکہ اسلام کے نام پر
ت و گریبان ہونے سے باز رکھنا مقصود ہے۔ خود اندازہ کیجئے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
ارشادِ گرامی کو تمام فرقے تسلیم کرتے ہیں کہ مَوءٌ لَعْنٌ شَيْءٌ لَيْسَ لَهُ بَاهِلٌ
جَعَتِ اللَّعْنَةُ عَلَيْهِ (جس کسی کسی ایسے پر لعنت کی کہ جو قابلِ لعنت نہیں تو
ت لوٹ کر لعنت کرنے والے پر آجاتی ہے، یعنی وہ خود ملعون ہو جاتا ہے) کسی ایمان والے
فر کہنے والا خود ملعون و کافر ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص یوں کہے کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام
بل بیت اطہار اور آلِ پاک کے ساتھ دلی طور پر بغض رکھا، وہ ملعون ہے، تو بلاشبہ اُس نے
کہا۔ جس کے دل میں بغض ہوگا، اُس پر لعنت ہوگی، خواہ مخواہ بعض بزرگوں کے اسماءِ گرامی
کے اپنے ایمان کو داؤ پر لگانا کہاں کی دانشمندی ہے؟

بعض متاخرین شیعہ علماء امتِ مسلمہ سے افتراق و تفریق مٹاتے اور احساسِ ذمہ داری کا
دیتے ہوئے ایمانِ صحابہ کا انکار نہیں کرتے۔ اس وقت میرے سامنے اخبارِ جنگ لاہور مورخہ
پرل ۱۹۸۳ء بروز اتوار موجود ہے جس کے صفحہ اول کالم ۸، ۷ پر دو کالمی سُرخ ہے،

ت صدیق اکبر کے زمانہ میں مالِ غنیمت سے ملنے والی لونڈی حضرت علی مرتضیٰ نے قبول فرمائی، جن سے حضرت محمد بن حنفیہ
و امام حنیف کہا جاتا ہے پیدا ہوئے (ابن خلدون، حضرت فاروقِ اعظم کے زمانہ میں آنے والے مالِ غنیمت سے
علی مرتضیٰ نے اپنے شہزادے امام حسین کے لیے لونڈی منتخب فرمائی جن سے حضرت امام علی اوسط کہ جن کو زین العابدین
کہا ہے، پیدا ہوئے۔

صحابہ کرام کی توہین کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اس کے نیچے دوسری لائن میں ہے:

”اہل تشیع چاروں یاران نبی کا احترام کرتے ہیں،“ (علامہ نصیر الاجتہادی)

آگے تفصیل درج ہے جس میں علامہ صاحب نے ثابت فرمایا ہے کہ ہم شیعہ سُنی ایک ہی

نبی کے ماننے والے ہیں۔ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاروں یاران (ابوبکر، عمر، عثمان، علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا احترام کرتے ہیں، کیونکہ جو بھی صحابہ کرام کی توہین کا مرتکب ہو، وہ دائرہ اسلام

سے خارج ہو جاتا ہے۔ (مخلصاً) علامہ صاحب کوئی معمولی قسم کے مولوی صاحب نہیں، بلکہ

اہل تشیع کے ممتاز لیڈر اور عالم دین ہیں۔ اس کے علاوہ سابقہ مجلس شوریٰ کے معزز رکن بھی

رہے۔ ان کے اس ارشاد گرامی کے بعد مزید تبصرہ کی ضرورت ہی نہیں، بلکہ میں تمام شیعہ

حضرات سے درخواست کروں گا کہ وہ علامہ صاحب کے اس ارشاد گرامی پر عمل فرمائیں تاکہ

صرف آخرت سنورے، بلکہ اختلاف بھی ختم ہو جائے اور ہم سب مل کر اپنے خدا اور رسول کے

دشمنوں کے خلاف سیسہ پلائی دیوار ثابت ہو سکیں۔ تعزیر یا علم وغیرہ پر اتنی شدت سے اختلاف

رُونا نہیں ہوتا، — مگر پھر بھی عظیم شیعہ مملکت ایران کے صدر جناب خامنہ ای کا یہ بیان

اخبارات میں شائع ہوا۔ ایران کے صدر خامنہ ای نے کہا:

”یوم عاشورہ پر امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد تازہ کرنے کے مروجہ طریقے یکسر غلط

اور غیر اسلامی ہیں۔ انہوں نے نماز جمعہ کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے علم اور

تعزیر کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ خواہ بحراب و گنبد کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو۔ یاد تازہ

کرنے کی اسلامی شکل نہیں، ان نمائشی چیزوں پر رقم خرچ کرنا حرام اور عاشورہ کی لوح کے

منافی ہے، کیونکہ یہ دن تفریح کا دن نہیں۔ امام خمینی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے صد

خامنہ ای نے کہا کہ مذہبی تقریبات کے دوران لاؤڈ سپیکر کا استعمال مہم ہونا چاہیے اور

عزاداری کے مقامات پر بھی بڑوسیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچتی چاہیے، لوگوں کو ماتم کرنے

پراکسانا نہیں چاہیے اور نہ ہی یہ رسم لوگوں کے لیے تکلیف دہ ہونی چاہیے۔“
 (روزنامہ جنگ لاہور، مورخہ ۲ محرم الحرام ۱۴۲۵ھ، ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۴ء صفحہ اول کالم ۷)
 یہ صرف اخباری بیان ہی نہیں جیسا کہ ظاہر ہے کہ یہ شیعہ مجتہد امام خمینی کا فتویٰ بھی ہے
 اندازہ کیجئے کہ ذمہ دار قسم کے شیعہ حضرات کے ان بیانات کی روشنی میں ہم کتنی راہنمائی حاصل
 کر سکتے ہیں۔ میں آخر میں ایک بار پھر شیعہ حضرات سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنے علماء کرام
 کے ان فرمودات پر غور فرمائیں اور عمل کریں۔

شیعہ کے مقابل دوسرے مختلف گروہوں کو سنی کا نام دیا
 جاتا ہے۔ ان میں خارجیوں کو بھی شامل سمجھا جاتا ہے جو کہ
سنی حضرات
 گستاخِ اہل بیت و آلِ رسول ہونے کی وجہ سے اہل سنت کے نزدیک وہ اتنے ہی قابلِ نفرت
 و حقارت ہیں جتنے کہ اہل تشیع کے نزدیک۔ اور یہ فرقہ فی زمانہ کھل کر سامنے آنے کی بجائے
 منافقانہ انداز میں سرگرم عمل ہے۔ خدا تعالیٰ ان کو غارت فرمائے۔

اس فرقہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ مخصوص نشانیاں بھی بیان فرمائی
 ہیں۔ ہم یہاں ان کی تفصیل تو درج کرتے، مگر یہ مختصر رسالہ نہ تو اتنی تفصیل کا متحمل ہو سکتا ہے،
 اور نہ ہی ہم اس جگہ اسلامی فرقوں کا کوئی تقابلی جائزہ ہی پیش کر رہے ہیں، بلکہ یہ تو انتہائی
 معمولی معمولی تعارف ہے۔ اس فرقے کی چند ایک تعارفی احادیث علماءِ سور کے تحت نقل
 کی جا چکی ہیں، انہی پر صرف نظر کرتے ہوئے آگے چلتے ہیں۔

خارجیوں کے سوا لفظ سنی میں جن فرقوں کو داخل کیا جاتا ہے، وہ غیر مقلد اور مقلد ہیں
 غیر مقلد کو اہل حدیث (نسبت کی وجہ سے وہابی) اور مقلد کو اہل سنت (نسبت کی وجہ سے
 حنفی) کہا جاتا ہے۔

۱۔ کچھ عرصہ قبل اس فرقہ کی بعض کتب مثلاً "رشید ابن رشید"۔ "سیدنا امیر المومنین یزید" (معاذ اللہ)

وغیرہ حکومت نے ضبط کر کے ناقابل اشاعت قرار دے دی تھیں۔ ۱۲

غیر مقلد فی الحقیقت غیر مقلد ہونا غیر ممکن ہے جیسا کہ خود ان کی نسبت سے ظاہر ہے کہ وہ محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو ہیں۔ پھر کسی بھی حدیث کے صحیح، حسن، غریب یا موضوع وغیرہ کو سمجھنے کے لیے کسی نہ کسی محدث کی پیروی کرنا پڑے گی، اسی طرح کسی ایک مسئلہ پر دو مختلف حدیثیں ہیں، تو کسی ایک پر عمل کرنے کے لیے کسی نہ کسی کی تقلید کرنا ہوگی، وہ تقلید خواہ استاد کی ہو، محدث کی ہو یا محلے کے مولوی صاحب کی ہو۔ بہر حال تقلید ہوگی، کیونکہ ان میں سے کسی ایک کے سوا ذاتی طور پر اس کے پاس نہ تو کوئی دلیل ہے اور نہ ہی اس نے یہ حدیث اپنے کانوں کے ساتھ زبانِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنی.... مثلاً مشکوٰۃ شریف میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وَالسَّقَطُ يَصِلُ عَلَيْهِ وَيَدْعِي لَوْلَادِهِ بِالْمَغْضَرَةِ (یعنی کچے بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے والدین کے لیے مغضرت کی دعا کی جائے۔ ابوداؤد، احمد، ترمذی، نسائی، اسی باب کی تیسری فصل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "کچے بچے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے نہ وہ وارث ہوگا نہ کوئی اُس کا وارث ہوگا۔ یہاں تک کہ آواز کرے" (ترمذی شریف - ابن ماجہ) اسی طرح مشکوٰۃ باب فی الاضحیۃ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "گائے کی قربانی سات کی طرف سے اور اونٹ بھی سات ہی کی طرف سے کفایت کرتا ہے" (رواہ مسلم، ابی داؤد) اسی باب کی دوسری فصل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے کہ عید قربان آگئی (آگے الفاظ ہیں)، فاشترکنا فی البقر سبعةً و فی البعیر عشرةً (یعنی ہم (قربانی میں) گائے میں تو سات شریک ہوئے اور اونٹ میں دس۔ رواہ ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

اسی طرح کی بہت سی مثالیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک دوسرے کی متعارض دو روایتوں پر عمل نہیں

ہو سکتا، کسی ایک پر عمل کرنا ہوگا۔ کس پر عمل کیا جائے اور کس پر نہیں، اسی چیز کو واضح کرنے کے لیے کسی کی پیروی کی جاتی ہے۔ وہ پیروی خواہ امام ابوحنیفہ کی ہو یا امام مالک کی، امام شافعی کی ہو، یا امام احمد بن حنبل کی، وہ پیروی خواہ کسی محدث کی ہو یا عالم کی یا محدث کے امام مسجد کی ہو یا اپنے نفس کی، بہر حال پیروی تو کرنا ہی ہوگی۔ تو جس کے نزدیک جو زیادہ قابل اعتماد ہے، اس کی پیروی کر لے، مگر دوسروں کو بدعتی یا گمراہ کا خطاب عطا فرما کر کم از کم فضا کو تو مسموم نہ فرمائیں، اُمتِ مسلمہ کی حالت زار پر رحم فرمائیں، اس اُمت کے پہلے ہی کونسے کم دشمن ہیں جو کہ روزِ شب اس کے خلاف مکروہ قسم کا پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ اگر ہم مسلمان کہلا کر بھی اُن کے شریکِ عمل ہو جائیں، تو بڑے افسوس کی بات ہے۔

یہ حضرات امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں۔ حضرت ابوحنیفہ

مقلدِ اہل سنتِ حنفی نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ چونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ترین ہے، بلکہ اکثر کے نزدیک آپ تابعی ہیں، اُن کی فصاحت و بلاغت، کمالِ علم اور بے مثال حدیثِ فہمی کی بنا پر اُن کو امامِ اعظم کہا جاتا ہے، بلاشبہ اُن کا مقلد ہونا عظیم شرف کا باعث ہے، مگر افسوس کہ اُن کی تقلید کے دعویدار بھی دو حصوں میں تقسیم ہو گئے، یعنی بریلوی اور دیوبندی۔ دراصل بریلی اور دیوبند بھارت کے دو شہروں کا نام ہے، اس لیے ضروری نہیں کہ بریلی کا باشندہ وہی عقیدہ رکھتا ہو جو اُن حضرات کا مشہور ہے۔ اسی طرح ضروری نہیں کہ دیوبند کے بریلوی کا وہی عقیدہ ہو جو اُن حضرات کی طرف منسوب ہے، بلکہ بہت سے لوگ جو کبھی بریلی گئے بھی نہیں یا کسی دوسرے شہر کی طرف منسوب ہیں جیسے علماءِ بدایوں وغیرہ یہ سب ایک ہی عقیدہ رکھنے والے ہیں۔ یونہی دیوبندی حضرات کا عقیدہ رکھنے والے بہت سے لوگ ایسے ہیں جنہوں نے کبھی دیوبند دیکھا بھی نہیں۔

دیوبندی حضرات عقیدہ کے لحاظ سے غیر مقلد حضرات سے

دیوبندی بہت متاثر ہیں، گویا عمل کے اعتبار سے "حنفی" اور عقیدہ کے

لحاظ سے وہابی ہیں اور یہی بات دونوں حنفی گروہوں کے درمیان باعثِ نزاع ہے۔ ابتدا میں علماء دیوبند بھی تحریکِ وہابیہ کے سخت مخالف تھے، حتیٰ کہ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند مولانا حسین احمد مدنی نے اپنی کتاب "شہابِ ثاقب" میں ص ۴۲ پر بانی تحریکِ وہابیہ محمد بن عبدالوہاب کے لئے "مُسلما نون کا قاتل، باغی، ظالم، فاسق" جیسے الفاظ استعمال کیے اور اُن کے عقائد بیان کرتے ہوئے بتایا:

" اُن کے بڑوں کا مقولہ ہے، معاذ اللہ نقلِ کفر، کفر نہ باشد کہ ہم اسے ہاتھ

کی لاٹھی ذاتِ سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔ ہم اس سے کتے کو بھی دفع کر سکتے ہیں اور ذاتِ فخرِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تو یہ بھی نہیں کر سکتے۔" (شہابِ ثاقب از حسین احمد مدنی ص ۴۶ مطبوعہ دیوبند)

علماء دیوبند تحریکِ وہابیہ سے کتنے متنفر تھے، اس کا اندازہ مذکورہ بالا اقتباس سے لگایا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی کتاب "شہابِ ثاقب" میں وہابیہ کے ایسے ہی عقائد بیان کرتے ہوئے جگہ جگہ اُن کو وہابیہ خبیثہ تحریر کیا، مگر حسین احمد مدنی بعد میں خود ہی اُن کے ہمناہن گئے۔ گویا جن عقائد پر خود کفر کا فتویٰ صادر فرما چکے تھے، اُن ہی کی تعریف میں رطب اللسان ہو گئے۔

علماء دیوبند اور علماء بریلی کے درمیان پیدا شدہ اختلافات ختم کرنے کے لیے مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، محمود الحسن اور دیگر اکابرین دیوبند کے پیرومرشد حضرت مولانا حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک رسالہ بنام "فیصلہ ہفت مسئلہ" تالیف فرمایا، مگر افسوس کہ علماء دیوبند نے اُن کے فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اگر اُن کے فیصلہ اور حکم کو تسلیم کرتے ہوتے افرات و تفریط کو چھوڑ کر درمیانی راہ اختیار کر لی جاتی، تو شاید آج اتنے شدید اختلافات نظر نہ آتے۔

دورِ حاضرہ میں باعثِ نزاع علماء دیوبند کی وہ تحویریں ہیں جو اُن کی کتب میں جا بجا

آتی جاتی ہیں۔ علماء بریلی کے نزدیک عبارات میں حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
 نقیص کا پہلو نکلتا ہے جو کہ کفر ہے اور خود کو مسلمان کہلانے والوں کو زیبا نہیں دیتا جبکہ
 علماء دیوبند ان عبارات کو بے غبار ثابت کرتے ہیں، ان میں سے چند ایک یہ ہیں؛
 ”اپنے ارادہ سے تصرف کرنا، اپنی خواہش سے مارنا جلانا۔۔۔۔۔
 (وغیرہ بہت سی اشیا) یہ سب اللہ تعالیٰ کی شان ہے اور کسی انبیاء، اولیاء،
 پیر، شہید، بھوت، پری کی یہ شان نہیں، جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے،
 اُس سے مرادیں مانگے۔۔۔۔۔ (وغیرہ وغیرہ) وہ مشرک ہو جاتا ہے۔“
 ”تقویۃ الایمان“ کی عبارت میں اس جگہ تک کسی کو بھی اعتراض نہیں، بلکہ اسے سب تسلیم
 کرتے ہیں۔ قابل اعتراض اس عبارت کا حصہ یہ ہے؛

”پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود حاصل ہے، خواہ یوں
 سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی طاقت بخشی ہے، ہر طرح مشرک ثابت ہوتا
 ہے۔“ (تقویۃ الایمان ص ۳۶ اہل حدیث اکادمی لاہور)

علماء بریلی اس جگہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس سے تو تمام انبیاء علیہم السلام کے
 معجزات کا بھی انکار کرنا پڑے گا اور بالخصوص عیسیٰ علیہ السلام کا بحکم خدایاں کو زندہ
 کرنے، مٹی کے بنائے ہوئے بے جان پرندے کو چھونک مار کر زندہ کر دینے، کوڑھی اور
 درزا دانڈھے کو شفا یاب کرنے کے معجزات تو قرآن پاک سے ثابت ہیں۔ ”تقویۃ الایمان“
 کے مطابق تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خاکم بدین حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی مشرک ٹھہریں گے،
 کیونکہ وہ اس کے دعویٰ ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن پاک کی ان آیات مقدسہ پر یقین رکھنے والے
 تمام مسلمان بلا کم و کاست اس فتویٰ کی زد میں ہوں گے، کیونکہ تمام مسلمان یہ عقیدہ رکھتے
 ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو معجزہ دکھانے کی قوت عطا فرمائی، جبکہ عبارت
 ”تقویۃ الایمان“ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر کہو گے کہ خدا تعالیٰ نے یہ قوت دی تب بھی مشرک۔

ایسے ہی اسی کتاب کی دوسری عبارت:

”یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو (جیسے انبیاء و اولیاء) یا چھوٹا

(جیسے عام انسان) اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے چھارے بھی زیادہ ذلیل ہے“

(تقویۃ الایمان ص ۳۷)

علماء بریلی اس عبارت پر یہ اعتراض کرتے ہیں۔ انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاء عظام کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) لفظ ”چھارے“ سے منسوب کرنا انتہائی بے ادبی ہے۔ جب کوئی مسلمان اپنے باپ کے لیے اس لفظ کو گوارا نہیں کرتا تو اپنے نبی کے حق میں بھلا یہ لفظ کیوں کر برداشت کرے گا کہ جن پر تو وہ اپنے ماں باپ، مال و اولاد بلکہ اپنی جان تک قربان کرنا سعادت خیال کرتا ہے۔ اسی طرح تقویۃ الایمان کے صفحہ ۵ پر ہے:

”اول تو یہ بات خود غلط ہے کہ کسی کو کچھ برلانے کی طاقت ہو یا ہر جگہ حاضر و ناظر

ہو، دوسرے یہ کہ ہمارا جب خالق اللہ تعالیٰ ہے اور اسی نے ہم کو پیدا کیا، تو ہم کو بھی

چاہیے کہ اپنے کاموں پر اسی کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ

کا غلام ہو چکا، تو وہ اپنے کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے

نہیں، تو کسی چوہڑے چھارے کا تو کیا ذکر؟“ (تقویۃ الایمان ص ۵-۵)

اس جگہ اس بات سے قطع نظر کہ صاحب ”تقویۃ الایمان“ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

”کسی کام کا سمجھتے ہیں یا نہیں۔ آپ علیہ السلام حاضر و ناظر ہیں یا نہیں یا پھر ان کو یا رسول اللہ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر پکارنا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں۔ توجہ طلب امر صرف یہ ہے کہ مسلمان یا رسول اللہ

کہہ کر کسے پکارتے ہیں؟ اور مسلمان کسی چوہڑے چھارے کو باذن اللہ حاضر و ناظر کہتے ہیں یا پھر رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو؟ اگر تو وہ کسی چوہڑے چھارے کو حاضر و ناظر خیال کرتے ہیں تو مؤلف کتاب

مولوی اسمعیل دہلوی سچے ہیں، لیکن اگر مسلمان حضور علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھیں، تو پھر اس

لفظ چوہڑے چھارے پر مسلمان کا خون کیسے نہ کھولے گا؟ کیا وہ اپنے نبی کی شان میں یہ الفاظ بردا

کر لے گا؟ کیا اس کی غیرتِ ایمانی اُسے مصلحت کا لبادہ اوڑھا کر خاموش کر دے گی؟ کیا ایسی عبادت کی موجودگی میں اتحادِ بین المسلمین کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں؟ معزز و محترم قارئین کرام ان تمام باتوں کا جواب آپ اپنے ضمیر سے دریافت فرمائیں۔

اسی کتاب "تقویۃ الایمان" کے صفحہ ۱۱۱ پر مولوی صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عاجز اور بڑے بھائی کے برابر سمجھنے کی تاکید کی اور صفحہ ۱۱۲ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف خود ساختہ قول کو منسوب کیا کہ حضور نے فرمایا: "میں بھی ایک دن مکر ٹی میں ملنے والا ہوں" وغیرہ وغیرہ..... جبکہ علمائے بریلی اور اُن کے ہم مسلک علماء کے نزدیک یہ باتیں احادیث مبارکہ کے سخت خلاف ہیں۔ نبی تو ایک طرف نبی کا غلام جو راہِ خدا میں شہید ہو جائے، اسے مرہ کہنا از روئے قرآن حرام ہے۔

پھر انہی کی مرتبہ کتاب "صراطِ مستقیم" (شائع کردہ اسلامی اکادمی لاہور) اس کتاب میں مولوی صاحب نے اپنے پیرو مرشد سید احمد بریلوی کے ملفوظات درج کیے ہیں۔ اس کے صفحہ ۱۶۹ پر تحریر ہے:

"نما میں زنا کے وسوسے سے بیوی کی نجاعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی جیسے اور بزرگوں کی طرف خواہ رسالت مآب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہوں، اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل یا گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بُرا ہے، کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ تو اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ ہی تعظیم بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے....."

تھوڑا سا آگے جا کر کفارہ درج ہے:

"وسوسے والی رکعتوں میں سے ہر رکعت کے بدلے چار رکعتیں ادا کرے

(صراطِ مستقیم ص ۱۶۹)

اس جگہ باعث نزاع بات یہ ہے کہ اس عبارت میں جماع کے خیال کو سہل اور گدھے جیسا غیر مضر اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خیال کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خاتم بدین... .. زنا... .. کی طرح مضر قرار دیا۔ پھر دلیل یہ پیش کی کہ نبی کے خیال لانے میں عزت اور تعظیم ہے، جبکہ گدھے کے خیال میں یہ نہیں۔“ تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ صحابہ کرام جو حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدار میں نماز ادا کرتے تھے، تو ان کے دلوں میں اپنے امام یعنی رسول عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خیال آتا تھا یا نہیں، اگر نہیں، تو ان کو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رکوع و سجود کی کیسے خبر ہوتی تھی اور اگر خیال آتا تھا، تو معاذ اللہ حقارت و نفرت کے ساتھ آتا تھا یا ادب و احترام کے ساتھ۔ اگر حقارت کے ساتھ آتا تو ناممکن ہے کہ وہ صحابی تو کجا مسلمان بھی نہ رہتے، کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جس کے دل میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت ہے، وہ کافر ہے اور اس مسئلہ پر تمام فرقے بلا امتیاز متفق ہیں اور اگر خیال تعظیم کی نیت سے آتا تھا تو اس عبارت کے مطابق ان کی نمازیں معاذ اللہ باطل اور کفارہ لازم۔ تو کیا انہوں نے کفارہ ادا کیا یا دنیا سے (عیاذ باللہ) گناہوں کا بوجھ اپنے ساتھ ہی لے گئے؟

انہیں اس ایک ہی عبارت میں بہت سے قابل اعتراض پہلو ہیں۔

اسی قسم کی دیگر بہت سی عبارات تحذیر الناس - براہین قاطعہ - حفظ الایمان -

بیروزی - بلغۃ الحیران - عرف الجادی وغیرہم کتب میں موجود ہیں۔

اس جگہ یہ بتا دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ صدر دارالعلوم دیوبند حسین احمد مدنی

باب ثاقب“ میں تحریر کرتے ہیں؛

مونا ناگنگو ہی فرماتے ہیں کہ جو الفاظ مومم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام

بول (یعنی جن الفاظ میں حقارت کا شبہ پایا جاتا ہو) اگرچہ کہنے والے کی نیت

خیرت کی نہ ہو، مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔“

(شہاب ثاقب، مطبوعہ دیوبند، ص ۵۷)

مولوی حسین احمد مدنی نے اپنے اوپر سے الزام دھونے اور وہابیہ کی تردید میں مذکورہ بالا فتویٰ درج کیا ہے محترم قارئین کرام! آپ گزشتہ اوراق میں مذکور عبارت کو بار بار پڑھیں اور خود فیصلہ فرمائیں کہ کیا ان سے احترام و محبت کا پہلو نکلتا ہے یا تنقیص و توہین کا۔ اگر ان عبارات سے توہین کا پہلو نمایاں نہیں تو مولوی مرتضیٰ حسن درہنگی ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند ہرگز یہ تحریر نہ فرماتے:

”اگر خان صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند واقعی ایسے ہی تھے جیسا کہ انہوں نے انہیں سمجھا، تو خان صاحب پر ان علماء کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے، تو خود کافر ہو جاتے۔“ (اشد العذاب از مرتضیٰ حسن درہنگی ص ۱۳)

یعنی مولوی مرتضیٰ حسن صاحب کہتے ہیں: ”خان صاحب نے علماء دیوبند کی عبارات

میں تنقیص کا پہلو پایا تھا، تب ہی فتویٰ لکایا تھا، حالانکہ ان میں تنقیص کا پہلو ہے نہیں۔“

_____ متنازعہ عبارات شان رسالت مآب کے لائق ہیں یا نہیں، اس کا

فیصلہ آپ رچھوڑتے ہوئے جو صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ کیا وہ کتابیں جن میں ایسی عبارات موجود ہیں اور اس نیت سے ہی سہی کہ مسلمان لڑائی اور فتنے سے محفوظ رہیں، ان کی اشاعت

بند نہیں ہو سکتی۔ اگر بالسر نہ ان کا اپنی افادیت کے لحاظ سے شائع ہونا ضروری سمجھتے ہیں، تو

کیا ان دل آزار عبارات کو کھا نہیں جاسکتا؟ یا ان میں ترمیم نہیں کی جاسکتی؟ آخر یہ قرآن و

حدیث تو ہے نہیں کہ رد و بدل کرنے والا کافر ہو جائے گا اور یا پھر کیا محض اتحاد امت کی

خاطر ان کتابوں سے اعلان لاتعلقی نہیں کیا جاسکتا، جبکہ دیوبندی حضرات کے اعمال ان

اقوال سے مختلف ہیں، مثلاً دیکھیں کتاب برائین قاطعہ از مولوی ابیٹھوی، ص ۱۲۸ پر ہے:

”ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل مولود کے سانگ کنہیا کی ولادت ہر سال

کرتے ہیں۔“ (برائین قاطعہ ص ۱۲۸)

یعنی منو علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہر سال یوم ولادت منانا تو ایسے ہے جیسے ہند اپنے

بڑے سانگ کنہیا کا یوم ولادت مناتے ہیں۔ دوسری جگہ پر ہے:

”بلکہ یہ لوگ (میلا دمنانے والے) اس قوم (مبند و کفار) سے بڑھ کر بُرے ہوتے“

(براہین قاطعہ ص ۱۴۸)

فتاویٰ رشیدیہ میں ہے:

سہ ال: محفلِ میلا د کہ جس میں روایاتِ صحیحہ پڑھی جاویں اور لاف گزاف اور

روایاتِ موشوعہ (گڑھی ہوئی) اور کاذبہ (جھوٹی) نہ ہوں، شریک ہونا کیسا ہے؟

جواب: ناجائز ہے۔ سبب اور وجوہ کے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۴۵)

سوال: جس عرس میں صرف قرآن پاک پڑھا جائے اور تقسیم شیرینی ہو شریک

ناجائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی عرس یا مولود میں شریک ہونا درست نہیں، کوئی سا عرس اور مولود

درست نہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۴۸، مطبوعہ کراچی)

اسی کتاب کے ص ۱۲۰ پر ہے:

”موتم میں ذکرِ شہادتِ حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ بروایاتِ صحیحہ ہو (یعنی اگرچہ

غاط کبانیاں نہ ہوں) یا سبیل لگانا، شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا

یا وودھ پلانا، سب نادرست اور تشبہ و تضام کی وجہ سے حرام ہے (فتاویٰ رشیدیہ)

مالانکہ مدرسہ دیوبند سے تعلق رکھنے والے علماء کا عمل اس کے برعکس ہے۔ ربیع الاول

کے مینہ میں یہ حضرات سیرت النبی کے موضوع پر بہت سے جلسے منعقد کرتے ہیں، ان میں حضور علیہ السلام

کا بلاد (ولادت کا تذکرہ) بھی پڑھا جاتا ہے، احباب کو کھانا بھی کھلایا جاتا ہے۔ بعض جگہ شیرینی

بھی تقسیم ہوتی ہے۔ ۱۹۷۷ء میں بندہ (مؤلف کتابچہ) نے خود اپنی آنکھوں سے طفیل احمد ضیاء

جماعت اسلامی فیصل آباد کو میلا د النبی سلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جلوس کی قیادت کرتے

ہوئے دیکھا۔ جب سے سرکاری سطح پر ۱۲ ربیع الاول کا دن منانا شروع کیا گیا ہے۔ تقریباً

۱۰۰ سال پہلے دیوبندی راہنما مفتی محمود صاحب ہر سال پابندی کے ساتھ عیدِ میلا د النبی کا جلوس نکالتے رہے۔

اب ان کے جانشین ان کی وفات کے بعد بھی جلوس نکالتے ہیں۔

ممسالک مثلاً دیوبندی، بریلوی، شیعہ، غیہ مقتد کے علماء اس میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اسی طرح ماہ محرم الحرام میں مسک دیوبند سے تعلق رکھنے والے بہت سے علماء حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت بہت شرح و بسط کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان افعال کی ممانعت کی اس شدت کو یہ حضرات بھی عملاً تسلیم نہیں کرتے، ورنہ وہ حرام جانتے ہوئے ان اعمال کے برگزین نہ ہوتے، لیکن اگر یہ کہا جائے کہ وہ تو یہ افعال حکومت کی خوشنودی کے لیے کرتے ہیں تو پھر دو گنا گناہ کہ ایک تو فعل ناجائز کے مرتکب ہوئے اور خدائے لم یزل کو ناراض اور حکومت کو راضی کیا، خداتعالیٰ سے نہیں، حکومت سے ڈرے، جبکہ حدیث نبوی اور عمل حسین علیہ السلام سے ثابت ہے؛ مخلوق کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نہیں کی جائے گی۔“

یہی حال دوسرے بہت سے باعث نزاع مسائل کا ہے، مثلاً وسیلہ اولیاء اللہ، رسول اللہ کہنا، خود کو عبد الرسول کہنا، اولیاء، انبیاء کو زندہ خیال کرنا، ایصالِ ثواب کرنا، خصوصاً دن مقرر کر کے، انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا، فوت شدہ سے فیض حاصل کرنا وغیرہ سب باتوں کو تقویہ الایمان۔ ”درس توحید“ فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ میں شرک، کفر، بدعت، حرام لکھا ہے، بلکہ مجموعہ تقاریر میں غلام اللہ خاں راولپنڈی نے کسی کی طرف سبب شدہ شے (مثلاً گیارھویں شریف یا فلاں کے سوم یا چہلم کا ختم وغیرہ) کو خنزیر سے بڑا اور حرام تحریر کیا ہے۔ بعض ہٹ دھرم اور ضدی قسم کے علماء ان افعال کو جائز خیال کرنے والوں کو کافر، مشرک، بدعتی، نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں اس کے باوجود بعض علماء کے اقوال

اے غلام اللہ خاں صاحب کے استاد الا سا تذہ مولوی رشید احمد گنگوہی کے ارشادات آپ پڑھ چکے ہیں کہ فتاویٰ رشیدیہ میں نے محرم الحرام میں امام حسین کی یاد میں سبیل لگانا یا پانی پینا اور عرس کی شیرینی کے حرام ہونے کا فتویٰ صادر فرمایا۔ گنگوہی صاحب فتاویٰ رشیدیہ کے ۵۶۱-۵۶۲ پر ہندوؤں کے تہوار ہولی دیوالی کی سلوہ پوری اور ہندوؤں کی طرف سے دی گئی سبیل کہ جس میں سودی روپیہ صرف ہو، پانی پینا، بالکل درست اور جائز قرار دیتے ہیں۔ تعجب پر تعجب کہ کیا مولوی صاحب کے نزدیک ہولی دیوالی غیر خدا نہیں یا پھر کیا یہ خداتعالیٰ کے نام ہیں (معاذ اللہ) اگر نہیں تو پھر ان کے عرس اور حضرت امام حسین کے نام پر اتنی سختی اور ہندو تہواروں پر دل میں اتنا نرم گوشہ کیوں؟ خداتعالیٰ تو مانتا ہے؛ مسلمان تو آپس میں محبت کرنے والے اور کافروں پر سختی کرنے والے ہیں (سورۃ فتح) ۱۲

قابلِ تحسین ہیں۔

مولوی عبدالرحمن صاحب مسلک دیوبند کے علماء میں ایک نمایاں مقام رکھنے والے اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے صدر مہتمم ہیں۔ مولوی صاحب روزنامہ جنگ لاہور میں ذہنی مسائل کے جوابات دیتے ہیں۔ ذیل میں ان سے کئے گئے چند ایک سوالات اور ان کی طرف سے دینے گئے جوابات سپردِ قلم کئے جاتے ہیں تاکہ فرقہ پرستی کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو۔

(۱) سوال: محمد رسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) پڑھنے یا شے پینے ہاتھوں کے انگوٹھوں کو بوسہ دے کر آنکھوں سے لگانے کے بارہ میں وضاحت فرمائیے کہ درست ہے؟

جواب: یہ عشق کے باب سے ہے، شریعت کے اعتبار سے نہیں اگر دین کا جُز سمجھ کر کیا گیا، تو بدعت ہو جائے گی، ورنہ نہیں (یعنی محبت کی وجہ سے کیا جاسکتا ہے)۔
(۲) سوال: جمعرات کے روز بعض لوگ کھانا خدا کی راہ میں اس نیت سے دیتے ہیں کہ اس کا ثواب ان کے قریبی وفات پانے والوں کو ہوتا ہے یا پہنچتا ہے کیا یہ درست ہے؟

جواب: درست ہے۔ (روزنامہ جنگ لاہور، ۲۶ اپریل ۱۹۸۵ء)

(۱) سوال: کیا عبدالرسولی نام رکھنا شرعاً درست ہے؟

جواب: اگر عبد کے معنی خادم لیے جائیں تو درست ہے۔ اگر بندے کے معنی لیا جائے، تو ناجائز ہے (جنگ لاہور، ۲۴ مئی ۱۹۸۵ء)

(۱) سوال: اولاد کی طرف سے بہت پریشان ہوں، کوئی وظیفہ بتادیں؟

جواب: سر روز صلوٰۃ التَّسْبِيح پڑھ کر اس کا وسیلہ پکڑ کر دُعا مانگیں اور یہ چند کلمات وسیلہ کے میرا معمول ہیں۔ ان کو بھی کہہ دیا کریں انشاء اللہ تعالیٰ دُعا بہت جلد قبول ہوگی، یا اللہ! تیری رحمت کا وسیلہ، تیرے حبیب رحمتہ للعالمین کا وسیلہ،

تیرے تمام انبیاء کرام کا وسیلہ، تیرے حبیب کے تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا وسیلہ میری اس مشکل کو حل فرما، جو بھی مشکل ہو، اس کی نیت کر کے یہ کہئے، اس میں ذات کے ساتھ ساتھ اعمال کا وسیلہ بھی آگیا، کیونکہ ان مسیتوں سے محبت کرنے کا حکم ہے۔۔۔۔ الخ۔۔۔۔ (وسیلہ کا مسئلہ حل ہو گیا)

(۲) سوال: حسبنا اللہ ونعم الوکیل ۴۵ مرتبہ پڑھنے کی اجازت عنایت فرمائیں؟
جواب: اجازت ہے۔ مجھے اس کی اجازت والد ماجد حضرت قبلہ مفتی محمد حسین امرتسری سے ملی تھی۔ اگر دس روز اس وظیفہ کو پڑھ کر والد صاحب کو ایصالِ ثواب کر دیں، تو ان کی روحانیت آپ کی طرف متوجہ ہو جائے گی۔ اس کی برکت سے اس وظیفہ میں برکت ہوگی۔ (یعنی فوت شدہ کو ایصالِ ثواب بھی اور اس سے حصولِ فیض بھی) (جنگ ۱۹ جولائی ۱۹۸۵ء)

(۱) سوال: کیا ولی اللہ حقیقتاً زندہ ہیں اور ان کا وسیلہ بکپڑا کر حق تعالیٰ سے دُعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے رستے میں جہاد کرتے ہوئے جو جان دے دے وہ شہید ہے، خواہ جہادِ اصغر ہو یا جہادِ اکبر ہو اور نفس کے خلاف جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔ اگر جہادِ اصغر والے زندہ ہیں، تو اکبر والے بطریقِ اولیٰ (یعنی زیادہ بہتر طریقے سے) زندہ ہیں، ان سے وسیلہ بکپڑا جائز ہے (جنگ ۶ دسمبر ۱۹۸۵ء)
(یعنی اولیاء اللہ زندہ ہیں اور ان کا وسیلہ درست ہے)

(آخر میں مولوی عبدالرحمن صاحب دیوبندی کا ایک اور فتویٰ نقل کرتا ہوں، اس سے

تواہ بین اور ضدی علماء نصیحت حاصل کریں)

(۲) سوال: قرآن پاک میں آیا ہے: لا تجعلوا دُعاء الرسول یعنی پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو عام آدمی کی طرح مت پکارو، آپ یہ

فرماتیں کہ آپ کو "یا محمد" کہنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: "یا محمد" کہنا تو کسی کے بھی نزدیک جانتے نہیں، البتہ اگر یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہے، تو جانتے ہیں، بشرطیکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا کی طرح ہر جگہ حاضر و ناظر نہ سمجھے۔ محبوب علیہ السلام کا تصور کر کے جذبہ محبت میں یا رسول اللہ (علیہ السلام) کہنا جانتے ہو گا۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

اس قسم کے مسائل میں اگر انصاف سے دیکھا جائے، ضد بازی نہ ہو تو کوئی اختلاف حقیقی نہیں، یہ ساری جنگ الزامات کی ہے، اختلافات کی نہیں، اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کی جماعتوں کو متفق اور متحد بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

..... الخ (روزنامہ جنگ، لاہور، جمعہ سیزین ص ۲۱)

بلاشبہ کوئی بھی صحیح العقیدہ مسلمان حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی طرح حاضر و ناظر نہیں سمجھتا، بلکہ خدا تعالیٰ کی عطا سے سمجھتا ہے۔ مولوی عبدالرحمن صاحب کے مذکورہ بالا ارشادِ گرامی کے بعد تنگ نظر حضرات اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر سوچیں کہ بات بات پر مسلمانوں کو مشرک، بدعتی، گمراہ کہنا، کہاں تک خدمتِ اسلام ہے۔ اس جگہ ایک اور بات واضح کر دینا ضروری خیال کرتا ہوں تاکہ جو احباب بھی دلی طور پر مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کے خواہاں ہیں۔ ذرا اس پر غور فرمائیں کہ عقائد کے لحاظ سے تقریباً سب سے پہلی کتاب جو برصغیر میں مسلمانوں کے لیے گروہ بندی کا سبب بنی، وہ "تقویۃ الایمان" ہے۔ بعد میں تحریر کی جانے والی باعثِ نزاع کتب نے وہی کچھ ثابت کرنے کی کوشش کی جو "تقویۃ الایمان" میں لکھا جا چکا تھا، بلکہ "درس توحید" نامی کتاب پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ مرتب نے پوری "تقویۃ الایمان" ہی نقل کر دی ہے۔ اس کتاب "تقویۃ الایمان" کے متعلق اشرف علی تھانوی جو کہ علماء دیوبند میں حکیم الامت کا درجہ رکھتے ہیں، وہ اپنی کتاب "ارواحِ ثلاثہ میں درج کرتے ہیں:

”خان صاحب نے فرمایا کہ مولوی اسماعیل صاحب نے تقویۃ الایمان“ اول
عربی میں لکھی تھی، چنانچہ اس کا ایک نسخہ میرے پاس اور ایک نسخہ مولوی گنگوہی کے
پاس اور ایک نسخہ مولوی نصر اللہ خان خوجوی کے کتب خانہ میں بھی تھا۔ اس کے بعد
مولانا نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص احباب کو جمع کیا
جن میں سید صاحب، مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولانا
محمد یعقوب صاحب، مولوی فرید الدین صاحب مراد آبادی، مومن حسان،
عبد اللہ خان علوی بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان“ پیش کی اور فرمایا:
میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذراتیز الفاظ
بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے، مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھے
شرکِ جلی لکھ دیا گیا ہے۔ ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے
شورشِ ضرور ہوگی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو آٹھ دس برس میں بتدریج
بیان کرتا، لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی پر عزمِ جہاد
کا ہے، اس لیے اس کام سے معذور ہوں اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو
اٹھائے گا نہیں، اس لیے میں نے یہ کتاب لکھ دی ہے۔ گو اس سے شورش
ہوگی، مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے، یہ میرا خیال ہے۔ اگر
آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جائے ورنہ اسے چاک کر دیا
جائے۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہیے مگر فلاں فلاں
جگہ پر ترمیم ہونی چاہیے۔ اس پر مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، عبد اللہ
خان علوی اور مومن خاں نے مخالفت کی اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں، اس پر
آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق یہ طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اسی
طرح شائع ہونی چاہیے، چنانچہ اس کی اشاعت اسی طرح ہو گئی (ارواحِ ثلاثہ ص ۹۸-۹۹
مطبوعہ لاہور)

محترم قارئین کرام! اگر آپ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے دست و گریباں ہونے سے نالاں ہیں۔۔۔۔۔ اگر آپ ہسلج پسند اور اپنے سینے میں اسلام کا درد رکھنے والے باشندے مسلمان ہیں، تو میں آپ کو خدائے ذوالجلال کی بزرگی کی قسم اور ناموس مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ کیا خود تقویۃ الایمان ہی کے مصنف نے یہ نہ کہہ دیا تھا کہ اس کتاب سے شورش ضرور ہوگی، لڑائی بھڑائی ہوگی۔۔۔۔۔ اس کتاب میں کہیں کہیں تشدد بھی ہو گیا ہے۔

یہ کتاب جو آج بازار میں ملتی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۹۲۳ء میں چھپی (دیکھئے مقدمہ تقویۃ الایمان ص ۱۶ اہل حدیث اکادمی) اب ۱۹۶۶ء ہے۔ یعنی اس کتاب کو شائع ہوتے کم و بیش ایک سو تریسٹھ سال ہو گئے ہیں۔ اس عرصہ میں مسلمانوں میں کتنی شورش برپا ہوئی، کتنے لوگ فرقہ پرستی کی مبینہ چڑھے، خونِ مسلم سے کتنی عباؤں کے دامن رنگین ہوئے، کتنے عزیز ترین احباب نفرتوں کے لاوہ نے جلا کر بھسک کر دیئے۔ یہ ایک طویل داستان ہے جس کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے صاحب "تقویۃ الایمان" کا یہ خیال کہ "توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ہی ٹھیک ہو جائیں گے" اتنے عرصہ میں نہ تو پورا ہوا اور معلوم ہوتا ہے کہ خدا نخواستہ قیامت تک پورا نہ ہوگا۔ حضرت جو بیچ بولے تھے، اب وہ تناور درخت بن چکا ہے، بلکہ اب تو اس کے پھل سے مزید درخت اگ رہے ہیں۔ پھر یہ لڑائی بھڑائی اس لیے نہیں کہ لوگوں کے غلط عقائد کی بنا پر ان کیلئے یہ کتاب قابل قبول ہوگی۔ بلکہ شورش برپا ہونے اور لڑائی بھڑائی کی وجہ جو خود مولوی اسماعیل صاحب بیان میں، وہ یہ ہے: (خط کشیدہ عبارات ایک بار پھر پڑھیں) "میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض

تشدد بھی ہو گیا ہے، مثلاً ان امور کو جو شرکِ خفی تھے، شرکِ بلی لکھ دیا گیا ہے، ان وجوہ سے۔۔۔۔۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی" لفظ ضرور پر ذرا غور فرمائیں کہ کتنا یقین تھا مولوی اسماعیل صاحب کو۔

بہر حال مجھے اس جگہ یہ عرض کرنا ہے کہ حدیث پاک میں جھوٹی گواہی دینے اور ریاکاری کو بھی شرکِ خفی فرمایا گیا ہے، مثلاً نمازی خیال کرے کہ لوگ سمجھیں گے کہ یہ بڑا متقی ہے یا کوئی

حاجی اپنی عزت بڑھانے کے لیے کہے کہ میں حاجی ہوں یا کوئی واعظ تقریر کرتا ہوا خیال کرے کہ
 ایک مجھے علامہ سمجھتے ہوں گے، علیٰ ہذا القیاس دکھاوے کی عبادت ریاکاری ہے اور یہ شرکِ خفی
 ہے، جبکہ بت کو سجدہ کرنا، سورج، چاند، ستارے اور انسان وغیرہ کو پوجنا شرکِ جلی ہے۔
 ظاہر ہے کہ شرکِ خفی کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا، البتہ
 منہ گار ضرور ہوتا ہے، لیکن شرکِ جلی کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے۔ اگر پہلے مسلمان تھا تو مرتد ہونے
 کی وجہ سے واجب القتل ہے، اس کی نماز جنازہ پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ دوسرے لفظوں میں
 مولوی اسمعیل صاحب نے کہا کہ جو حقیقتاً مشرک نہیں تھا میں نے اسے بھی کافر و مشرک
 لکھ دیا ہے۔

محترم قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں، میرے دلائل کو رہنے دیں، تعصبات سے بالاتر ہو کر
 خود فیصلہ فرمائیں کہ کسی مسلمان کو مشرک کہہ دینا کتنی خطرناک بات ہے، خود اپنا ایمان خطرے میں
 پڑ جاتا ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ مولوی صاحب نے خود یہ کہا تھا کہ "اگر آپ حضرات کی رائے
 اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جائے، ورنہ اسے چاک کر دیا جائے"۔ اسی لیے ایک دورانہدیش
 صاحب نے "مخلصانہ" مشورہ دیا تھا کہ اشاعت تو ضرور ہو، مگر فلاں فلاں جگہ ترمیم ہونی چاہیے"
 مگر شاید کس مصلحت کی بنا پر اس کے مشورہ کو رد کر دیا گیا اور ترمیم نہ ہو سکی۔ افسوس صد افسوس
 کہ جس خطرہ کو خود مصنف کتاب نے نہ صرف محسوس کیا، بلکہ بر ملا اعتراف بھی کیا، اسی چیز کو
 اُس کے متبعین (تابع فرمان) ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں اور اس کتاب میں درج ہر بات کو
 قرآن و حدیث کی طرح ناقابل ترمیم خیال کرتے ہیں۔ اتحادِ ملت کے ذمہ دار علماء حضرات کہ
 جن کو چاہیے تو یہ تھا کہ "تقویۃ الایمان" میں جو غلط باتیں لکھ دی گئی تھیں خود مصنف کتاب کی
 خواہش کے پیش نظر ان کو مٹا دیتے، مگر افسوس کہ ان ہی باتوں کو صحیح ثابت کرنے کے لیے
 آج تک کتابوں پر کتابیں لکھی جا رہی ہیں، زمین و آسمان کے قلابے ملائے جا رہے ہیں۔
 اگر تقویۃ الایمان وغیرہ کی تمام باتوں کو من و عن تسلیم کر لیا جائے، تو کمرۃ ارض پر شاید ہی

کوئی مسلمان رہے۔ جناب طفیل احمد ضیاء، مولوی عبدالرحمن صاحب، اپنی مرضی یا حکومت کے ایما پر ۱۲ ربیع الاول منانے والے تمام پاکستانی، مودودی صاحب، شبیر احمد عثمانی اور دیگر علماء کی برسیاں منانے والے یوم قائد اعظم، یوم اقبال، یوم پاکستان وغیرہ منانے والے تاریخ مقرر کر کے مدرسوں میں سالانہ جلسے کروانے والے، ختم بخاری شریف اور صد سالہ جشن منانے والے وغیرہ وغیرہ تمام کے تمام بلا کم و کاست کافر و مشرک ٹھہریں گے۔ فلہذا خدا تعالیٰ کے لیے ذرا غور فرمائیں کہ یہ کتابیں نہ تو قرآن پاک کی طرح خدائے لم یزل کی طرف سے نازل شدہ وحی ہیں اور نہ ہی ”مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ“ جیسی زبان مقدس سے نکلی ہوئی حدیث پاک ہے بلکہ مصنف کے اپنے خیال کے مطابق بھی درست نہیں، اس لیے ان میں تبدیلی کرنا حرام و ناجائز نہیں، بلکہ یقیناً کارِ ثواب ہوگا۔ خود مولوی اسمعیل صاحب کے اظہار خیال سے محسوس ہوتا ہے کہ اگر وہ زندہ رہتے، تو شاید کبھی نہ کبھی ان کو اپنی اس تسلیم شدہ غلطی کا شدت سے احساس ہوجاتا اور وہ خود اس کتاب کو یا تو پھاڑ دیتے یا مناسب ترمیم کر دیتے۔ یہ میرا دعویٰ ہی نہیں خود مولوی اسمعیل صاحب کی اپنی تالیف ”صراطِ مستقیم“ اس بات کی گواہ ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے اپنے پیرومرشد کی تعریف جس انداز میں کی ہے، اس کا ایک ایک جملہ نہ جانے خود ان کے اپنے کتنے فتوؤں کی زد میں ہے بلکہ کئی جگہ پر تو حد سے تجاوز ہی کر جاتے ہیں، مثلاً ”صراطِ مستقیم“ مطبوعہ اسلامی اکادمی لاہور کے ۳۲ سے ۳۴ تک فنا فی اللہ کے موضوع پر بحث کی گئی ہے۔ ابتداءً آگ اور لوہے کی مثال دے کر کہ لوہا آگ میں رہ کر آگ ہی بن جاتا ہے، سمجھاتے سمجھاتے یہاں تک کہہ دیا:

”یعنی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا، کیونکہ وہ ایسا بھید ہے جس سے بولنے والی زبان گونگی ہے۔ خبردار اس معاملہ پر تعجب نہ کرنا، انکار سے پیش نہ آنا، کیونکہ جب وادعی مقدس کی آگ سے ندائے اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ

لے اس طرح یہ بسٹ بڑی طویل ہوجاتی۔ ۱۲

(یعنی بیشک میں اللہ ہوں تمام جہانوں کا پالنے والا) صادر ہو سکتی ہے تو پھر
 اشرف موجودات جو حضرت ذات سبحانہ و تعالیٰ کا نمونہ ہے اگر انا الحق
 (کہ میں خدا ہوں) کا آوازہ صادر ہو تو تعجب کا مقام نہیں (صراطِ مستقیم ص ۳۲)
 کسی مجذوب یا مجنون کے لیے تو واقعی مقام تعجب نہیں، لیکن حیرت میں ڈوب جانے کا
 مقام تو یہ ہے کہ یہ الفاظ اس شخص کی قلم سے نکلے ہیں، جس کا فتویٰ "تقویۃ الایمان میں ہے کہ
 "اگر کوئی سمجھے کہ کسی نبی ولی کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملا ہے، تو تب بھی وہ
 مشرک ہو جائے گا (ملخصاً)

ذرا سوچیں کہ جو صاحب کل تک خدا تعالیٰ کی طرف سے اختیار ملنے کو بھی شرک خیال
 کرتے تھے، آج یہاں تک فرما گئے؛ اگر کوئی انسان خود کو (معاذ اللہ) خدا کہہ رہا ہو تو انکار
 تعجب نہ کرنا، کیا یہاں اپنے پیرو مرشد کی تعریف کے زمین ہموار کرنا مقصود تھا؟
 بلکہ دوسری جگہ کسی بزرگ کی طرف "جملہ" منسوب کر کے یہاں تک کہہ گئے،
 "کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے مرشد کی صورت کے سوا کسی اور لباس میں تجلی فرمائے
 تو البتہ اس کی طرف التفات تک نہ کروں گا۔" (صراطِ مستقیم ص ۳۰)
 لالہ الہ اللہ! ذرا عقیدت تو ملاحظہ ہو کہ فرمادیا کہ اگر خدا تعالیٰ میرے مرشد کی شکل
 بنا کر میرے سامنے نہ آئے گا، تو میں ایسے رب کو دیکھوں گا بھی نہیں۔ یہ کسی دیوانے کی بڑ
 ہوتی، تو نظر انداز کر دی جاتی، مگر یہ تو اس صاحب سے منقول ہے جس نے یہی جملہ نقل کر کے
 "تقویۃ الایمان" میں قائل پر شرک کا فتویٰ صادر فرمایا۔ یاللعجب! پھر اس کتاب "صراطِ مستقیم"
 میں ایک انسان کو نور بھی ثابت کر دیا، مشکل کشا بھی، حاجت روا بھی، خدا تعالیٰ کی سلطنت
 کا مالک بھی، شفیع بھی، غوث بھی، یعنی فریاد کو پہنچنے والا بھی، لوح محفوظ و آسمانی سلطنت

۱۔ صراطِ مستقیم کے صفحات نمبر ۲۰۶-۲۲۲-۳۰۸-۳۱۵-۳۱۵-۱۳۹-۱۹۸-۲۰۲-۲۶۸

۲۔ ۳۱۶-۶۹-۲۱۱-۳۱۶

کی سیر کرنے والا بھی، ادنیٰ سی توجہ سے غیب دان بھی، فوت شدہ سے فیض لینے والا بھی، خدا کے ساتھ مصافحہ کرنے والا بھی، رحمتہ للعالمین بھی، کلیم اللہ بھی، اس کے سوا اور بھی بہت کچھ اس کتاب ہی سے ثابت ہے۔ یہ تمام باتیں ان کی دوسری کتاب "تقویۃ الایمان" بدترین شرک ہیں بمصدقہ

دل کے پھپھولے جل اٹھے سینے کے داغ سے
اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

پھر یہ بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی، بلکہ ایک طویل داستان ہے۔ اس جگہ مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند کی زیر ادارت شائع ہونے والے ماہنامہ "تجلی دیوبند" کے دو حوالے پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں جو کہ یقیناً باعث عبرت ہیں۔ عامر عثمانی صاحب رقمطراز ہیں:

"کسی نے حضرت مولانا قاسم رحمۃ اللہ علیہ کی چند سطریں ان کی کتاب "تصفیۃ العقائد" سے نقل کر کے دارالعلوم دیوبند کو بھیجیں اور پوچھا کہ ان سطروں کے لکھنے بارہ آنجناب کا فیصلہ کیا ہے؟

خدا جانے وہ کون سی منحوس گھڑی تھی کہ ان عقیل و فہیم مفتیوں کے داغ میں کہ جن کے ہزاروں فتوے ملک کے کونے کونے کو علم دین کی روشنی پہنچاتے رہے ہیں اور جن کے علم و فضل کی قسمیں تک کھاتی گئی ہیں۔ یہ بات آگئی کہ ہونہ ہو یہ عبارت مودودی یا اُس کے کسی چیلے کی ہے۔ پھر کیا تھا کہ آؤ دیکھانہ تاؤ، مندرجہ ذیل فتویٰ صادر فرما دیا۔

فتویٰ ۴۱: الجواب: انبیاء کرام علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں،

۱۔ ۳۱۷-۳۱۸ ۲۔ ۳۱۵ ۳۔ ۳۱۴ (حالانکہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب ہے، مولوی صاحب کے پیر کا نہیں) ۴۔ ۳۱۶ (حالانکہ یہ صرف سنی علیہ السلام کا لقب ہے) ۵۔ خیال رہے کہ اکثر علماء دیوبند مودودی صاحب کو گمراہ خیال کرتے ہیں، جبکہ عامر عثمانی دیوبندی مودودی صاحب کے مداح ہیں۔ ۱۲

ان کو مرتکب معاصی سمجھنا (العیاذ باللہ) اہل سنت و جماعت کا عقیدہ نہیں۔
اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریرات کا پڑھنا جائز
بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم! (سید احمد علی نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)
..... جواب صحیح ہے ایسے عقیدے والا کافر ہے، جب تک وہ
تجدید ایمان اور تجدید نکاح نہ کرے، اس سے قطع تعلق کریں۔

ممبر دارالافتاء فی دیوبند الہند

مسعود احمد عفا اللہ عنہ

ماہنامہ تجلی دیوبند، اپریل ۱۹۵۶ء

یہ فتویٰ جس کا عام عثمانی صاحب نے ذکر کیا یہ جب جماعت اسلامی کے اخبار "دعوت"
۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء کو شائع ہوا، تو تب اہل دیوبند پر یہ راز کھلا کہ افسوس جس ٹارگٹ پر ہم نے
رہا دھند گولہ باری کی اور لاعلمی کے اندھیرے میں جسے دشمن کا ٹھکانا سمجھا تھا، وہ ہمارا
بنا ہی آشیانہ تھا، جس عبارت کے حق میں ہم "مودودی" کا خیال کرتے ہوئے سچی بات کہہ
تے ہیں، وہ تو ہمارے ہی بانی مدرسہ دیوبند کی ہے۔ یہ انکشاف علماء دیوبند پر گویا بجلی بن کر
، وہ اس سے جس طرح مضطرب ہوئے، وہ خود عثمانی صاحب کی عبارت سے عیاں ہے
ایک ایسا ہی حادثہ ۱۹۶۳ء میں پیش آیا، جبکہ ایک صاحب نے قاری طیب صاحب
معم دارالعلوم دیوبند کی ایک عبارت جس میں انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اشارات و
آیات سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ وہ نقل کر کے مدرسہ
دیوبند کو بھیجی کہ بتائیے اس کا دعویٰ کرنے والا اہل سنت کے نزدیک کیا ہے؟ صدر مفتی صاحب
نے جو فتویٰ دیا، وہ اختصاراً یہ ہے:

لے اگر تفصیل دیکھنی ہو تو ملاحظہ فرمائیں تجلی دیوبند، مارچ، اپریل ۱۹۶۳ء، یا پھر دیکھیں کتاب "دعوت فکر" اس

س اس رسالہ کی فوٹو کاپی دی گئی ہے اور ہم نے یہ حوالہ وہاں سے نقل کیا ہے۔ ۲

”ان کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے، بلکہ درپردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کرتا ہے شخص مذکورہ ملحد اور بے دین ہے، عیسائیت اور قادیانیت کی رُوح اس کے جسم میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ وہ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدہ عیسیٰ ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہیے، بلکہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہیے، جب تک کہ توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم!

(سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند، (تجلی، خاص نمبر، دیوبند، ۱۹۶۳ء)
ایڈیٹر ماہنامہ تجلی، عام عثمانی صاحب لکھتے ہیں،

”یہ استفتاء اور جواب ”دعوت“ دہلی میں شائع ہوا اور ساتھ ہی زلزلہ افکن

راز بھی اسی میں بے نقاب کیا گیا کہ استفتاء کے اقتباسات حضرت مہتمم

صاحب کی کتاب ”اسلام اور مغربی تہذیب“ کے ہیں۔ (تجلی، دیوبند، خاص نمبر،

اس راز کی نقاب کشائی سے فی الواقع متعلقین دیوبند میں زلزلہ آگیا کہ اپنا ہی سد مفتی

اور اپنا ہی مہتمم آخر کس کو گمراہ و بے دین کہیں اور کسے برحق؟ چنانچہ مفتی صاحب کو مجبور کیا گیا کہ

وہ اس فتوے سے رجوع کریں، مگر غالباً مفتی صاحب کا ضمیر اس حق کو جھوٹ کہنے پر آمادہ

نہ تھا، اس لیے مفتی صاحب رخصت پر چلے گئے۔ مولوی عام عثمانی دیوبندی تحریر کرتے ہیں:

”لطف یہ ہے کہ رجوع پر آمادگی ظاہر کیے بغیر مفتی صاحب انہی دنوں اپنے

وطن چلے گئے تھے اور وہاں سے حضرت مہتمم کو جو خط لکھا تھا، اس میں بھی کم

بیش یہ الفاظ سرور موجود تھے کہ رجوع مصلحت کے خلاف معلوم ہوتا ہے، کیونکہ

اس میں ذاتیات و شخصیات متاثر ہوتی ہیں۔ اس کے بعد خدا ہی بہتر جانتا

ہے کہ کیا پیش آیا اور کس نے مفتی صاحب کے قلب میں ڈال دیا کہ چند ہی روز بعد

الجمعیۃ بابت جنوری ۱۹۶۳ء میں مندرجہ ذیل اطلاع خود مفتی صاحب کی طرف سے

شائع ہوتی ہے۔

اطلاع عام، جمادی الاول ۱۴۲۵ھ کو مولوی انیس الرحمن قاسمی ساکن بھاگلپور نے بغیر ذکر نام کتاب کے چند اقتباسات پیش کرتے ہوئے سوال کیا تھا کہ یہ چار اقتباسات اہل سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق ہیں یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیا جائے۔ سائل کی ایمانداری اور دیانت کا تقاضا تو یہ تھا کہ جس کتاب کے اقتباسات پیش کیے گئے۔ صاحب کتاب سے خود براہ راست مقصود متعین کروالیتے کہ ان عبارات کا کیا مطلب ہے؟ اہل سنت کے مسلک اور قرآن و حدیث کے مخالف تو نہیں، لیکن نہیں کیا گیا۔ کتاب اور مصنف دونوں کو چھپا کر سوال کی صورت میں اقتباس پیش کئے گئے اقتباسات اپنی ظاہری صورت و عبارت کے لحاظ سے ظاہر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور مسلک اہل سنت کے خلاف معلوم ہونے پر ۲۰/۵/۸۲ھ کو اس کا جواب لکھا گیا اور روانہ ہو گیا۔

(تھوڑا آگے جا کر درج ہے)؛

جواب کے لکھنے کے وقت تک مجھے کتاب کے نام اور صاحب تالیف کسی کا علم نہ تھا کہ یہ اقتباس اسلام اور مغربی تہذیب کے ہیں جو کہ حکیم الاسلام حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم کی تصنیف ہے۔ اخبار دعوت دیکھنے کے علم ہوا اور کتاب کا مطالعہ کیا جواب صرف قاسمی مکتب خیال کے مولوی انیس الرحمن صاحب کے اعتماد پر لکھا گیا تھا۔ اخبار دعوت کی اشاعت کے بعد علم ہوا کہ مقصود حقانیت نہ تھی، عوام کے ذہنوں کو پریشان کرنا اور کسی قلبی مضمک بخار نکالنا تھا، ورنہ اشاعت نہ کی جاتی۔
(مزید آگے جا کر فرماتے ہیں)؛

اسلامی جماعت کے ارکان کے ایمان و دیانت کا مقتضی (تقاضہ) یہ نہیں ہے جو اس سوال میں ظاہر کیا گیا ہے۔ . . . الخ . . .

(ماہنامہ تجلی دیوبند، مارچ و اپریل ۱۹۶۳ء)

محترم قارئین کرام! فرقہ وارانہ تعصبات کی لعنت کو پس پشت ڈالتے ہوئے محض اپنے ایمان کو مد نظر رکھتے ہوئے ملاحظہ فرمائیے گا کہ کافی تک و دو کے بعد مفتی صاحب نے جو جووع کا انداز اختیار فرمایا ہے (اقتباس ایک بار پھر پڑھیں) کیا اس سے یہ بات عیاں نہیں کہ مفتی صاحب، انیس الرحمن صاحب پر محض اس لیے خفا ہو رہے ہیں کہ یہ کیوں نہیں بتایا کہ عبارت کس کی ہے؟ ورنہ وہ اپنے ہی مہتمم کے خلاف فتویٰ نہ دیتے۔ اگر فتویٰ دے ہی دیا گیا تھا تو مفتی صاحب کی ملازمت کا پاس کرتے اور شائع نہ کرتے، لیکن مفتی صاحب یہ نہ ثابت کر سکے کہ عبارت موافق قرآن و حدیث ہے۔ حاصل کلام یہ کہ اگر یہ عبارت موڈودی جماعت کے کسی فرد یا کسی اور کی ہے، تو فتویٰ وہی ہے جو دے دیا گیا ہے، لیکن اگر عبارت دارالعلوم دیوبند کے مہتمم کی ہے، تو مفتی صاحب معذرت خواہ ہیں اور بقول تجلی "مہتمم صاحب کے قصیدہ خواں ہیں۔ (یہ اپنے اور بیگانے کا فرق ہے)

معزز قارئین! یہ ہی وہ شے ہے کہ جس کی طرف آپ تمام مسلمان بھائیوں کو متوجہ کرنے کی جسارت کر رہا ہوں اور آپ حضرات کو زحمت دیتا ہوں کہ خدا را ذرا غور فرمائیں کہ اگر یہ عبارت اور کتابیں واقعی قابل اعتراض ہیں اور یقیناً ہیں، بلکہ دیوبندی حلقہ کے معروف صحافی فاضل دیوبند عام عثمانی صاحب "زلزلہ" نامی کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

”ہمارے نزدیک جان چھڑانے کی ایک ہی راہ ہے، یہ کہ ”یا تقویٰ الایمان“

اور ”فتاویٰ رشیدیہ“ اور ”فتاویٰ امدادیہ“ اور ”بہشتی زیور“ اور ”حفظ الایمان“ جیسی کتابوں

لے مولوی انیس الرحمن قاسمی، دیوبندی ہونے کے باوجود جماعت اسلامی کے حامی ہیں، مفتی صاحب

اسی لیے ان پر ناراض ہیں (دیکھئے تجلی دیوبند)

کو چوراہے پر رکھ کر آگ لگا دی جائے اور صاف اعلان کر دیا جائے کہ ان کے مندرجات قرآن و سنت کے خلاف ہیں اور ہم دیوبندیوں کے صحیح عقائد و احوال کا نشانہ "سوانح قاسمی" اور "شرف السوانح" جیسی کتابوں سے معلوم کرنے چاہتے ہیں یا پھر مؤخر الذکر کتابوں کے بارے میں اعلان فرمایا جائے کہ یہ تو بس قصے کہانیوں کی کتابیں ہیں جو رطب و یابس سے بھری پڑی ہیں اور ہمارے عقائد وہی ہیں جو اول الذکر کتابوں میں مندرج ہیں۔" (زلزلہ ص ۱۸۸)

تو کیا بایں صورت یہ بات ضروری نہیں ہو جاتی کہ اُمتِ مسلمہ کو فتنہ و فساد سے بچانے کے لیے قابلِ اعتراض کتب کی اشاعت بند کر دی جائے۔ اگر اپنے علماء کے خلاف دیا گیا فتویٰ واپس لیا جاسکتا ہے، معذرت نامہ شائع کیا جاسکتا ہے تو کیا اللہ تعالیٰ کے رسولِ کریم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے متعلق کہی گئی عبارات کو واپس نہیں لیا جاسکتا؟ چلو ہم دیوبندی بزرگ کی طرح چوراہے پر رکھ کر آگ لگانے کا نہیں کہتے، صرف اتنی ہی گزارش کرتے ہیں کہ ان کو دفن ہی فرمادیں یا ان سے اظہارِ برأت کر دیں۔ ان کو حزرِ جاں بنا کر سینے سے لگائے رکھنا تو کسی طرح دانشمندی نہ کہلوا سکے گا۔ ورنہ نہیں کہا جاسکتا کہ کتنے علماء دیوبند خود اپنے ہی فتوؤں کی زد میں ہوں گے اور جو آتے دن دن کا فساد اور مساجد کی تالہ بندی ہو رہی ہے یہ اس پرستیزا دہ ہے افسوس کہ! ہم مسلمان مختلف گروہوں میں بٹ کر آپس میں ہی دست و گریبان ہونے لگے، ہم اپنے ہی نبی اور اُس کے آل و اصحاب کے متعلق مناظرے کرتے اور تور، بشر کے جھگڑوں میں پھنسنے رہے۔ دُنیا کہاں سے کہاں تک پہنچ گئی۔ اہل دُنیا نے جدید ترین ٹیکنالوجی اپنالی، چاند اور مریخ تک رسائی کے دعویٰ دیا۔ اہل ایمان کی قوتِ جہاد کو کچلنے کے لیے مہلک ترین ہتھیار بنا لیے اور ہم نے کیا بنایا، یہ کہ ایک دوسرے کی گپڑی اُچھالی، کسی مسلمان کو مشرک، کسی کو بدعتی، کسی کو گمراہ اور کسی کو ملحد بنایا۔ اختلافات کی خلیج گہری سے گہری تر ہوتی چلی گئی اور میدانِ دوسروں کے ہاتھ رہا، انہوں نے مسلمانوں کی باہمی حقیقتوں سے خوب فائدہ اٹھایا

ذرا دل تنہام کر سکا ۱۹۸۵ء کے اخبارات میں شائع ہونے والی یہ خبریں پڑھیے؛
 ”بنگلہ دیش میں کئی لاکھ مسلمان عیسائی ہو گئے۔“ (ایک خبر)
 ”ضلع رحیم یار خاں میں کئی ہزار افراد نے عیسائی مذہب قبول کر لیا۔ حکومت نے
 تحقیقات کا حکم دے دیا۔“ (دوسری خبر)

”اندونیشیا میں ڈیڑھ کروڑ مسلمانوں کو عیسائی بنا لیا گیا۔ مسلمانوں کے اس
 سب سے بڑے ملک میں ۶۵۰ عیسائی مشن دن رات کام کر رہے ہیں۔“
 (روزنامہ جنگ، لاہور، ۱۸ نومبر ۱۹۸۵ء)

اس خبر سے چند ماہ قبل یعنی مارچ ۱۹۸۵ء میں پادری ولیم مسیح سیالکوٹی کا اشتہار نظر سے گزرا:
 ”مسلمانو! جواب دو! — تمہارے علماء مولوی اسمعیل دہلوی اور
 مولوی اشرف علی تھانوی اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں: ”محمد صاحب مکر مٹی میں
 ملنے والے ہیں۔“ (کتاب تقویۃ الایمان) ”محمد صاحب کے چاہنے سے کچھ نہیں
 ہوتا“ (تقویۃ الایمان ص ۷) ”محمد جیسا علم زید، بکر، بچوں اور پاگلوں کو، بلکہ
 تمام جانوروں کو حاصل ہے۔“ (حفظ الایمان ص ۵ اشرف علی تھانوی)
 دوبارہ ان تمام حوالوں کو اپنے الفاظ میں لکھنے کے بعد تحریر کرتا ہے کہ،
 ”ہم تمہیں دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو، کیونکہ تمہارے قرآن
 سے ثابت ہے کہ ہمارے نبی حضرت عیسیٰ آسمانوں میں زندہ موجود ہیں اور ہمارے
 عیسیٰ مسیح اندھوں کو بینائی، کورٹھوں کو تندرستی اور مردوں کو زندگی بخشتے تھے،
 اور ہمارے نبی عیسیٰ نے اپنی ماں کی گود میں اپنے نبی ہونے، کتاب ملنے اور اپنی
 ماں کی پاک دامنی کا اعلان فرمایا اور ہمارے نبی عیسیٰ مسیح ہر پوشیدہ بات کا علم
 رکھتے تھے“ (یعنی یہ سب قرآن سے ثابت ہے) ”اس لیے آؤ اے مسلمانو!
 ہمارے نبی عیسیٰ مسیح کا کلمہ پڑھو جو زندہ، با اختیار اور علم والے ہیں، ورنہ مردہ“

بے اختیار، بے علم نبی پر تمہارا ایمان رکھنا بے سود ہے اور تم کافر ہی ہو گے۔

(عیاذ باللہ ثم عیاذ باللہ، رضائے مصطفیٰ، گوجرانوالہ)

انتہائی دکھ کے ساتھ یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ اُس عیسائی پادری کی نقل کردہ عبارت واقعتاً مذکورہ بزرگوں کی کتابوں میں موجود ہیں۔ ان قرآن و حدیث سے تضاد رکھنے والی عبارات کی کوئی ایسی ویسی تاویل کر کے کسی شخص کو تو مطمئن کیا جاسکتا ہے کہ جس کے دل میں مذکورہ بزرگوں کی محبت ہو، لیکن کسی غیر کو تو صریح دلائل کے سوا مطمئن نہیں کیا جاسکتا۔

محترم قارئین! خیال فرمائیں کہ کہیں یہ ہماری اپنی انا کی خاطر جھوٹ کو جھوٹ نہ کہنے کی روش دوسرے مذاہب کو پھلنے پھولنے کا موقع تو فراہم نہیں کرتی؟ ہم اپنے بزرگوں کے تقدس کے بدلے کہیں اسلام و ایمان کو تو قربان نہیں کر رہے؟ خدا را! کبھی اس ڈگر پر بھی سوچیں کہ خیر الائمہ کا لقب رکھنے والے کس چاہِ مذلت میں گرے ہوئے ہیں۔ کل قیامت کے دن اپنے خدا تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے؟ اس خود فریبی کا ہمارے اس کوئی جواب ہے؟

میرے محترم! ذرا سوچیے پاکستان میں فرقوں کی پہلے ہی کچھ کمی نہ تھی، اب ایک اور فرقہ یافتہ ڈاکٹر کیپٹن مسعود الدین عثمانی کی زیر قیادت سراٹھا رہا ہے۔ جناب اکٹر صاحب نے نہ جانے کتنے لیبارٹری ٹیسٹوں اور اپریشنوں کے بعد ایک نئی توحید دریافت فرمائی ہے۔ آپ کے نزدیک تمام علماء بریلی، علماء دیوبند، علماء اہل حدیث اور سنبل و مودودی وغیرہ سب گمراہ عقیدوں کے پیرو ہیں۔ فی الوقت دنیا میں اگر کوئی برحق ہے تو ڈاکٹر عثمانی صاحب یا ان کے پیروکار۔ حوالہ کے لیے ملاحظہ فرمائیے:

کتابچہ "اختلافی مسائل اور مسئلہ تکفیر امت" (خصوصاً ص ۱۷-۱۸-۲۲)
یہ کتابچہ ڈاکٹر صاحب کے ایک چیلے کا تحریر فرمودہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کی حالت زار پر رحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین!

اب کچھ علماء بریلی کے متعلق بھی عرض کیا جاتا ہے۔ آپ کچھ صفحات
بریلوی میں یہ وضاحت پڑھ چکے ہیں کہ دیوبند اور بریلی بسمت کے دو شہروں

کے نام ہیں۔ ان شہروں میں اہل سنت (حنفیہ) کے بڑا جہاد مدرسے تھے۔ اختلاف عقیدہ
کی بنا پر ان دونوں کو پہچان کے لیے اپنے اپنے شہروں کی طرف منسوب ہونا پڑا۔ پھر یہی
نسبت عقیدہ کی بات کرتے وقت ایک امتیازی نشان بن گئی، ورنہ نہ تو دیوبند کسی عقیدے
کا نام ہے اور نہ ہی بریلی، جیسا کہ قبل ازیں یہ بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ علماء مدرسہ دیوبند
محمد بن عبدالوہاب کے نظریات سے متاثر ہو کر ان کی طرف مائل ہو گئے تھے جیسا کہ فتاویٰ شیبہ
وغیرہ کی عبارات سے عیاں ہے اور علماء مدرسہ بریلی کے متعلق مشہور و معروف اہل حدیث
عالم دین مولوی ثناء اللہ امرتسری تحریر کرتے ہیں:

” امرتسری میں مسلم آبادی غیر مسلم آبادی کے مساوی ہے۔ اسی سال پہلے قریباً
سب مسلمان اسی خیال کے تھے، جن کو آجکل بریلوی حنفی خیال کیا جاتا ہے۔“
(شمع توحید از مولوی ثناء اللہ امرتسری)

دورِ حاضر کے ایک معروف مؤرخ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں،
” انہوں (فاضل بریلوی) نے نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کی
حمایت کی۔“ (موج کوثر، طبع ہفتم سنہ)

ہندوستان کے معروف محقق مالک رام رقمطراز ہیں،
” جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ بریلی مولانا احمد رضا خاں مرحوم کا وطن ہے
وہ بڑے سخت گیر قسم کے قدیم الخیال عالم تھے۔“ (نذر عرش، مطبوعہ دہلی)
(تینوں حوالے از دعوتِ فکر ص ۱۱)

ان حوالہ جات سے ظاہر ہے کہ مدرسہ بریلی والے کسی ایک سے متاثر ہو کر نئے عقیدے
کے حامی نہیں تھے، بلکہ ”نہایت شدت سے قدیم حنفی طریقوں کے حامی اور قدیم الخیال عالم تھے“

پھر بریلی ہی کیا پہلے امرتسر کے بھی تقریباً تمام مسلمان اسی عقیدہ سے تعلق رکھنے والے تھے۔
(اور یہ کسی بریلوی مکتب فکر کے آدمی کا خیال ہی نہیں، بلکہ اہل حدیث (وہابی) عالم دین کے
تاثرات ہیں)۔

باوجودیکہ یہ علماء سخت گیر قسم کے قدیم الخیال تھے، پھر بھی بہت سے لوگ کہ جن کے افعال و
کردار میں مکروہ اور بدعتی امور شامل تھے، خود کو اسی مسلک کے حامی کہلوانے لگے۔ ان لوگوں نے
اعمال میں ان خرافات مثلاً بعض درختوں وغیرہ کو حصول اولاد کے لیے دھاگے باندھنا، وہاں
چراغ لگانا، ہار لٹکانا، نوجوان عورتوں کا عرسوں اور عام مزارات پر جانا، وہاں مردوں اور عورتوں
کا اکٹھے گھومنا، بعض جاہلوں کا بزرگوں کی قبور کو سجدہ کرنا یا بچوں کا سر ٹیکنا یا طواف کرنا یا بعض
جعلی پیروں کا اپنے آپ کو سجدہ کرانا، عورتوں کے جھڑمٹ میں بیٹھ کر خوش ہونا، یونہی بعض
ناجائز منیتیں ماننا، بزرگان دین کی رُوح کو ایصالِ ثواب کے لیے ختم شریف دلاتے وقت
ڈھول باجے وغیرہ کو شامل کر لیا جو کسی بھی صورت لائق تحسین نہیں اور جن کی خود علماء بریلی نے
سختی کے ساتھ تردید کی۔ اس ضمن میں مشہور عالم دین امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ
کے چند ایک فتاویٰ نقل کیے جاتے ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو عبرت حاصل ہو:

مسئلہ عنہ: کیا فرماتے ہیں علماء اہل سنت اس صورت میں کہ بعض لوگ
کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد رہتے ہیں اور فلاں نے طاق میں شہید رہتے ہیں
اور اس درخت پر اور اس طاق کے پاس باکرہ جمبروات کو فاتحہ، شیرینی اور چادل
وغیرہ کی دلاتے ہیں، ہار لٹکاتے ہیں، ٹوبان سلگاتے ہیں، مرادیں مانگتے ہیں ایسا
دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے۔ کیا شہید مردان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں؟

لے بزرگان دین، اسانذہ یا والدین کے ہاتھ پاؤں کا بوسہ لینا حدیث پاک سے ثابت ہے حضرت فاطمہ الزہرا
رضی اللہ تعالیٰ عنہا اکثر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک کا بوسہ لیتی تھیں اور کہتی تھیں کہ کرام نے آپ
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک اور پائے اقدس کے بوسے لیے، لہذا چومنے کو سجدہ میں داخل نہیں کیا جاسکتا۔^{۱۱}

اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر؟ جواب عام فہم اور مع دستخط کے تحریر فرمائیے۔
 بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب: یہ سب و اہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطلات ہیں،
 ان کا ازالہ لازم ہے: ما انزل اللہ بہا من سلطان
 (یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی) (منزب) ولا حول ولا قوۃ
 الا باللہ العلیٰ العظیم۔

رکتبہ عبدہ المذنب: احمد رضا عفی عنہ بمحمد بن المصطفیٰ
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، (احکام شریعت، حصہ اول)،
 مسئلہ ۲۷: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ بزرگوں کے مزار پر
 عرسوں میں یا اس کے علاوہ عورتیں جاتی ہیں۔ پاکی یا ناپاکی کی حالت میں بھلائی کی طلب
 و حاجت برآئی کے لیے وہاں بیٹھتی ہیں، تو کیا اس قبرستان میں ان کا ٹھہرنا جائز ہے
 یا نہیں؟

الجواب: عورتوں کو مزارات اولیاء و مقابر عوام دونوں پر جانے کی نعت
 ہے۔ (احکام شریعت حصہ اول)

مسئلہ ۲۸: کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے
 بارہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیاء کرام کو اور طواف کرنا گوردقبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً
 از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیماً ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ
 ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط
 (یعنی احتیاط یہ ہے کہ) منع ہے۔ خصوصاً مزارات طیبہ اولیائے کرام کہ ہمارے
 علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو، یہی ادب ہے...

..... الخ واللہ تعالیٰ اعلم! (احکام شریعت حصہ دوم)

مسئلہ ۹: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میں کہ: (۱) پیر سے پردہ ضروری ہے کہ نہیں؟ (۲) ایک بزرگ عورتوں سے بلا حجاب حلقہ کراتے ہیں اور حلقہ کے بیچ میں بزرگ صاحب بیٹھتے ہیں، توجہ ایسی دیتے ہیں کہ عورتیں بیہوش ہو جاتی ہیں۔ اُچھلتی کودتی ہیں اور اُن کی آواز مکان سے باہر دُور سنائی دیتی ہے۔ ایسی بیعت ہونا کیسا ہے؟ بدینوا و توجروا! الجواب: (۱) پیر سے پردہ واجب ہے، جبکہ محرم نہ ہو (واللہ تعالیٰ اعلم، (۲) یہ سورت محض خلاف شرع و خلاف حیا ہے، ایسے پیر کی بیعت نہ چاہیے (واللہ تعالیٰ اعلم، (احکام شریعت حصہ دوم)

علماء بریلی میں سے ایک اور عالم تحریر کرتے ہیں،

مسئلہ: مسجد میں چراغ جلانے، یا طاق بھرنے یا فلاں بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیا رھویں کی نیاز دلانے یا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا شاہِ عبدالحق کا توشہ یا محترم کی نیاز، یا شہرت یا سبیل لگانے یا میلاد شریف کرنے کی منت مانی تو یہ منت شرعی نہیں، مگر یہ کام کرنے منع نہیں ہیں، کر لے تو اچھا ہے۔ ہاں البتہ اس کا خیال رہے کہ کوئی بات خلاف شرع اس کے ساتھ نہ ملائے، مثلاً طاق بھرنے میں رت جگا ہونا ہے جس میں کنبہ اور رشتہ کی عورتیں اکٹھا ہو کر گاتی بجاتی ہیں، یہ حرام ہے۔ یا چادر چڑھانے کے لیے بعض لوگ تاشے باجے کے ساتھ جاتے ہیں، یہ ناجائز ہے..... الخ

(بہار شریعت حصہ نہم)

مسئلہ: بعض جاہل عورتیں بچوں کے ناک کان چھدوانے اور بچوں کی چوٹیاں رکھنے کی منت مانتی ہیں، جن کا جواز کسی طرح ثابت نہیں۔ اولاً ایسی فریب

منتوں سے بچیں۔ اگر مانی ہوں تو پوری نہ کریں اور شریعت کے مقابلہ میں اپنے لغو خیالات کو دخل نہ دیں، نہ یہ کہہ سہائے بڑے بوڑھے یوں ہی کرتے چلے آئے ہیں، اور یہ منت پوری نہ کریں گے، تو پچھتے مر جائے گا۔ اگر مرنے والا ہوگا، تو یہ ناجائز منتیں بچانہ لیں گی۔ منت مانا کرو تو نیک کام مثلاً نماز، روزہ، خیرات، درود شریف، کلمہ شریف، قرآن مجید پڑھنے، فقیروں کو کھانا دینے، کپڑے پہنانے وغیرہ کی منت مانو اور اپنے یہاں کے کسی سنی عالم دین سے دریافت کر لو کہ یہ منت ٹھیک ہے یا نہیں (بہار شریعت، حصہ نہم)

مذکورہ بالا فتاویٰ سے علماء اہل سنت (بریلوی) کا مذہب عیاں ہے۔ رسوم باطلہ پر عمل کرنے والے خیال فرمائیں کہ جن رسوم باطلہ کے ناجائز ہونے پر تمام علماء (بریلی، دیوبند، اہل حدیث) متفق ہیں، ان کو اپنانا آخر کس مسلک پر عمل کرنا کہلوائے گا۔ ایک دوسرے پر کوئی الزام لگانے میں انتہائی محتاط رویہ اختیار کرنا چاہیے۔ اس بارے میں معروف بزرگ اور بریلوی عالم دین مولانا سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی کے اس ارشاد سے خاصی راہنمائی حاصل کی جاسکتی ہے:

”ہمارا مسلک ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول یا فعل سے التزام کفر کرے گا، تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے، خواہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیکن ہو یا کانگریسی، نیچری یا ندوی، اس سلسلے میں اپنے پرانے کامتیا ز اہل حق کا شیوہ نہیں۔“

(چند سطور کے بعد ہے)

”ہم اور ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا ہے کہ ہم کسی دیوبندی یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے۔ ہمارے نزدیک صرف وہی کافر ہیں، جنہوں نے معاذ اللہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اور محبوبانِ ایزدی کی شان میں گستاخیاں کیں

انتخابی جلسہ میں یہ اعلان فرما سکتے ہیں،

”مولانا ابوالاعلیٰ مودودی اور میں دونوں حضرت داتا گنج بخش سچویری اور قائد اعظم محمد علی جناح کے مزاروں پر جا کر مزاروں پر جا کر فاتحہ خوانی کرنے کو تیار ہیں، بشرطیکہ مولانا کو تریازی استعفیٰ دے دیں۔“ (نوٹ: وقت ۵ فروری، ۱۹۷۷ء، (دینِ آئینہ میں)

تو کیا مذہبی اتحاد اور رضائے خدا تعالیٰ کی خاطر ذرا وسعت قلبی کا مظاہرہ نہیں کیا جاسکتا؟ اگر مہٹو صاحب کے معزول ہونے کی خوشی میں حلوے کی دگیں پکا کر (اور اکثر جگہ ختم شریف پڑھ کر) دیوبندی، بریلوی سب اکٹھے بیٹھ کر کھاپی سکتے ہیں، تو کیا اپنے نبی کی ولادت کی خوشی میں اس اتحاد کا مظاہرہ نہیں کیا جاسکتا؟

ہم مسلمان جتنا زوران اشیار کے جائز یا ناجائز ثابت کرنے پر صرف کرتے ہیں۔ اگر اس سے نصف محنت بھی ملک میں پھیلی ہوئی فحاشی، عیاشی، رشوت اور چور بازار جیسی قباحتوں کے خلاف کرتے، تو یقیناً ان میں بڑی حد تک کمی آجاتی، مگر کیا کیا جائے یہ گناہ کے کام کرنے میں تو ہمارا بڑا اتحاد ہو جاتا ہے، لیکن جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا نام ہو تو فوراً اختلاف ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھ دے اور اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے اتحاد و اتفاق عطا فرمائے اور ہم سب کو اپنی اور اپنے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچی محبت اور اطاعت کی دولت سے مال مال فرمائے۔ آمین ثم آمین!

ضوری وضاحت: (۱) اس کتابچہ میں جتنے حوالے نقل کیے ہیں، وہ پوری ذمہ داری سے نقل کئے گئے ہیں۔ (۲) بندہ ناچیز (مؤلف کتابچہ) نے یہ کتابچہ پورے اخلاص اور لہبت کے ساتھ اتحادِ مسلم کے جذبہ کے تحت لکھا ہے، لہذا اگر میرے قلم سے کوئی ایسے الفاظ تحریر ہو گئے ہوں کہ جن سے کسی صحیح العقیدہ مسلمان کو دلی صدمہ پہنچتا ہو یا خدائے لم یزل کی ناراضگی کا باعث ہوں تو بندہ معذرت خواہ ہے اور بارگاہِ رب العزت سے اس کے حبیب علیہ السلام کے صدقہ، اس قصور کے عفو کا خواستگار ہے۔

لے ۲۱ فروری ۱۹۸۶ء اخبار جنگ میں ہے کہ مفتی محمود اور عبید اللہ انور داتا دربار گئے وہاں حلوہ تقسیم کیا اور ان کی دستار

(ترجمہ) "اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے بھلائی طلب کرتا ہوں، تیرے علم کے ساتھ اور قدرت طلب کرتا ہوں تیری قدرت کے ساتھ اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں، بیشک تو قادر ہے، میں عاجز ہوں، تو جانتا ہے۔ اور میں بے علم ہوں اور تو تو تمام غیبوں کا جاننے والا ہے اے اللہ تعالیٰ اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے دین و دنیا، زندگی و آخرت میں بہتر ہے اور اس اور اس جہان میں تو اسے مجھ کو عطا فرما اور اس کام کو میرے لیے آسان کر دے اور اس میں مجھے برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے، میرے دین، میرے معاش، میری زندگی، میرے انجام میں اس جہان یا اس جہان میں بُرا ہے، تو مجھے اس سے بچا اور اُسے مجھ سے دور رکھ اور مجھے بھلائی عطا فرما، جہاں ہو پھر مجھ کو اس کے ساتھ راضی کر۔" (یہاں اپنی حاجت کا نام لے، مسائل، مستحب ہے کہ دُعا کے اول و آخر درود شریف ضرور پڑھے۔ پھر بڑی عاجزی، انکساری اور دلجمعی کے ساتھ دُعا کرے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سات بار (روز) استنخارہ کرے، پھر دیکھے کہ دل میں کیا گزرا۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ دُعا مانگ کر با وضو قبلہ زود ہو کر سو جائے۔ اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو بہتر ہے۔ اگر سیاہی یا سُرخ دیکھے تو جس خیال پر آپ ہیں، وہ غلط ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم)

نوٹ:

- (۱) بیرون جات کے احباب، دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں
- (۲) اگر کوئی صاحب یہ کتاب چھپوا کر فی سبیل اللہ تقسیم کرنے کا خواہشمند ہو تو وہ ہم سے رابطہ قائم کرے، ہم انشاء اللہ تعالیٰ بہر ممکن تعاون کریں گے۔

(کتبہ: محمد عاشق حسین ماشمی، چینیوٹ)

سید محمد سعید الحسن شاہ صاحب کی بعض دیگر

تصانیف

سیرت امام الانبیا :- (علیہ الصلوٰۃ والسلام) "قرآن کریم و بائبل کی روشنی میں" قرآن پاک، توراہ،
نور، انجیل، صحائف انبیا، غیر مسلم مدبرین کی کتب اور خبرات و رسائل کے سینکڑوں حوالوں سے مزین ایک
تھمبی شاہکار، دیدہ زیب کتابت و طباعت جلد صفحات ۳۶۴ (ہدیہ ۶۵ روپے)

رہبر زندگی مع طب نبوی :- (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضور ﷺ کی گھریلو زندگی عادات و خصائل
اور طب نبوی پر لکھی ہوئی ایک منفرد اور بے مثل کتاب، خوبصورت کتابت و طباعت جلد دلکش ٹائٹیل، صفحات
۲۴۴ (ہدیہ صرف ۲۵ روپے)

مفتاح الجنۃ :- نماز کے موضوع پر خوبصورت کتابچہ صفحات ۲۵ ہدیہ ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ
انسان درندہ کیوں؟ ملک میں برہمتی ہوئی عداوت گری، خون ریزی اور خنڈہ گردی کے خلاف حکم جلاہ،
صفحات ۱۶ ہدیہ ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

ایلتنا لہو :- بھارت اور فلسطین کے مسلمان پر گزرنے والی قیامت صغریٰ کی خوچھاں داستان کے چند اہم اہل
صفحات ۲۲ ہدیہ ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

فضائل و مسائل ماہ صیام :- صفحات ۱۶ ہدیہ ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ مسائل قرآنی :- صفحات ۱۶
ہدیہ صرف ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

سیکرٹری سر و اشاعت :- ادارہ حب الاسلام ۲۰۱ رہبر راستہ مانانوالہ ضلع فیصل آباد
دعوت انصاف و عمل :- مرزا قاریلی کے کفریات و باطل عقائد پر مشتمل ایک بہترین کتاب صفحات ۲۰ صرف
دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

سازش کا انکشاف :- کیا آپ جانتے ہیں آپ کو لٹریچر اور ٹھنڈے مشروبات کی شکل میں خنزیر کے
معدے کی رطوبت اور مسملاً وغیرہ کی شکل میں حرام جانوروں کی چربی پلا اور کھلاہی جلتی بے قصیلات جاتے کے لئے
صرف دو روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں

نوٹ :- ڈاک ٹکٹ خرچہ ڈاک کے لئے طلب کئے جاتے ہیں خود تشریف لانے والے احباب کو کتب مفت
پیش کی جلتی ہیں۔

اِذَا زَخَرَ بِالسَّيْلِ لَا يَسْتَلِمْ اِلَّا بِرَأْسِ الْمَاءِ وَالْفَيْضِ الْمَلِكِ

سید محمد سعید الحسن شاہ صاحب کی بعض دیگر

تصانیف

سیرت امام الانبیا :- (علیہ الصلوٰۃ والسلام) "قرآن کریم و بائبل کی روشنی میں" قرآن پاک، توراہ،
نور، انجیل، صحائف انبیا، غیر مسلم مدبرین کی کتب اور خبرات و رسائل کے سینکڑوں حوالوں سے مزین ایک
تھمبی شاہکار، دیدہ زیب کتابت و طباعت جلد صفحات ۳۶۴ (ہدیہ ۶۵ روپے)

رہبر زندگی مع طب نبوی :- (علیہ الصلوٰۃ والسلام) حضور ﷺ کی گھریلو زندگی عادات و خصائل
اور طب نبوی پر لکھی ہوئی ایک منفرد اور بے مثل کتاب، خوبصورت کتابت و طباعت جلد دلکش ٹائٹیل، صفحات
۲۴۴ (ہدیہ صرف ۲۵ روپے)

مفتاح الجنۃ :- نماز کے موضوع پر خوبصورت کتابچہ صفحات ۲۵ ہدیہ ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ
انسان درندہ کیوں؟ ملک میں برہمتی ہوئی عداوت گری، خون ریزی اور خنڈہ گردی کے خلاف حکم جلا،
صفحات ۱۶ ہدیہ ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

ایلتنا لہو :- بھارت اور فلسطین کے مسلمان پر گزرنے والی قیامت صغریٰ کی خوچھاں داستان کے چند اہم اہم
صفحات ۲۲ ہدیہ ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

فضائل و مسائل ماہ صیام :- صفحات ۱۶ ہدیہ ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ مسائل قرآنی :- صفحات ۱۶
ہدیہ صرف ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ

سیکرٹری سر و اشاعت :- ادارہ حب الاسلام ۲۰۱ رہبر راستہ مانانوالہ ضلع فیصل آباد
دعوت انصاف و عمل :- مرزا قاریلی کے کفریات و باطل عقائد پر مشتمل ایک بہترین کتاب صفحات ۲۰ صرف
دو روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر طلب فرمائیں۔

سازش کا انکشاف :- کیا آپ جانتے ہیں آپ کو لٹریچر اور ٹھنڈے مشروبات کی شکل میں خنزیر کے
معدے کی رطوبت اور مسملاً وغیرہ کی شکل میں حرام جانوروں کی چربی پلا اور کھلاہی جلتی بے قصیلات جاتے کے لئے
صرف دو روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کریں

نوٹ :- ڈاک ٹکٹ خرچہ ڈاک کے لئے طلب کئے جاتے ہیں خود تشریف لانے والے احباب کو کتب مفت
پیش کی جلتی ہیں۔

اِنَّ اَزْهَرَ حُرُوفٍ اَبْلَغَ اَلْحَقِّ اِنَّ اَبْرَارًا مَّا نَزَّلْنَا نُوْرًا لِّقُلُوْبِهِمْ لِيُظْهِرُوْا لِقَوْمِهِمْ اَلْاٰیٰتِ الْكٰرِمٰتِ